The Muslim & Hindu
Doctrine Of Creation

By

Allama John Qalander

اسلام اور ہندو مت

من تصنیف

علامہ قسیس جان قلندر

Christian Literature Society for India

1921

مطبوعہ مشن پریس الآآباد

www.noor-ul-huda.com

(Urdu)

July .23.2007

مسئلہ تخلیق

من تصنیف

علامہ قسیس جان قلندر

اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِي خَلَقَ ۔ وغیرہ یہ پہلی وحی ہے۔ جوحضرت محمد صاحب کو ہوئی ۔اس سورہ کی شانِ نزول یہ ہے کہ ۔ جب آنحضرت کوخلوت کا شوق ہوا۔ آپ غارِحرا میں جاکر عبادت کیا کرتے تھے۔ ایک دن حضرت جبرئیل آئے۔ اورکہاکہ اِقرا یعنی پڑھ۔ آپ نے فرمایا کہ میں پڑھنے والا نہیں ہوں۔ اس پر جبرئیل نے آپ کو پکڑکردبوچا۔ پھر چھوڑدیا۔ اورکہاکہ پڑھئے آپ نے وہی جواب دیا۔ دوبارہ یوں ہی ہوا۔ جب تیسری مرتبہ جبرئیل نے آپ کو دبایا اورچھوڑکر کہاکہ پڑھئے ۔ آپ پڑھنے لگے۔ اورجوکچھ آپ نے پڑھا اوراعلان کیا وہ اس سورہ میں موجود ہے۔ جس کا خلاصہ صرف ۲الفاظ میں ہدیہ ناظرین کیا جاتا ہے۔

ہم اس رسالہ میں صرف مسئلہ تخلیق کا ذکرکرنا چاہتے ہیں اوراسکو تین حصوں میں منقسم کرتے ہیں۔

- حصہ اول مسئلہ تخلیق ازروئے قرآن شریف ۔
- حصہ دوئم مسئلہ تخلیق ازروئے وید۔
- حصہ سوئم مسئلہ تخلیق ازروئے انجیل۔

چونکہ ہماری نگاہ سے زبانِ اردو میں اس قسم کا کوئی رسالہ اب تک نہیں گذرا۔ اس لئے شائقین مذہب کی خاطر ہم اس کوہدیہ نظر کرنا چاہتے ہیں۔

حصہ اول

مسئلہ تخلیق از روئے قرآن شریف

پہلا باب

دربیانِ تخلیق عالم

کُن فیکون

توحیدِ تخلیق

ہرموحد مسئلہ تخلیق کا قائل ہے۔ توحید وتخلیق میں ایک زندہ مناسبت پائی جاتی ہے۔جسکا لازمی نتیجہ یہ ہے۔ کہ جوتوحید کا قائل ہے۔ وہ تخلیق کا بھی قائل ہوگا۔ دینی تواریخ اس کی شاہد ہے۔ یہودی موحد تھے۔ اسلئے تخلیق کے بھی قائل تھے۔ مسلمان بھی تحوید کے قائل ہیں۔ اسلئے وہ بھی تخلیق کے قائل ہیں۔

تعریفِ تخلیق

تخلق ہے کیا؟ تخلیق ذاتِ واحد کا وہ فعل ہے جس سے اشیاء عدم سے وجود میں آتے ہیں۔اوراسی معنی کے اعتبار سے ،موسائی، عیسائی ومسلمان خدا کو خالق مانتے ہیں۔

فلسفہ

فیلسوف اسکے قائل نہیں ہیں۔ اُنکے نزدیک عدم سے عدم ہی صادر ہوتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ۔اُنہوں نے یہ نتیجہ اپنے مشاہدات سے نکالا ہے۔ انسانی مشاہدہ میں ہمیشہ یہ دیکھا گیا ہے کہ کاریگر بغیراسباب کاریگری کے کچھ نہیں کرسکتا ۔ مثلاً بڑھئی یاکمہار بغیر بغیر لکڑی یامٹی کے کوئی چیزبھی نہیں بناسکتا۔ ہند کے رشیوں کا بھی یہی عقیدہ ہے۔انکے نزدیک خدا خالق نہیں۔ پر محض کاریگر ہے۔

مسئلہ تخلیق کا بیان قرآن میں دوالفاظ سے کیا گیا ہے۔

۱۔ خَلَقَ

۲۔ جعَلَ

تحقیق لفظ خَلَقَ

لفظ خَلَقَ کا استعمال قرآن میں بکثرت ہوا ہے۔ پرمحض اس لفظ ہی سے یہ مسئلہ اخذ نہیں کیا جاتا۔ کیونکہ یہ لفظ اس معنی پر دلالت نہیں کرتا۔ کہ اشیاء عدم سے وجودمیں آئے ہوں۔ مثلاً سورہ القیامتہ آیت ۳۷ تا ۳۸ میں ہے۔ أَلَمْ يَكُ نُطْفَةً مِّن مَّنِيٍّ يُمْنَى ثُمَّ كَانَ عَلَقَةً فَخَلَقَ فَسَوَّى یعنی کیا نہ تھا ایک بوند مٹی کی سی کہ ڈالا جاتا تھا شکم میں۔ پھر تھا لہو جما ہوا پھر پیدا کیا پھر تندرست کیا پھر سورہ

مومنین آیات ۱۲سے ۱۴ تک میں ہے۔ وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ مِن سُلَالَةٍ مِّن طِينٍ ثُمَّ جَعَلْنَاهُ نُطْفَةً فِي قَرَارٍ مَّكِينٍ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظَامًا فَكَسَوْنَا الْعِظَامَ لَحْمًا ثُمَّ أَنشَأْنَاهُ خَلْقًا آخَرَ فَتَبَارَكَ اللَّهُ أَحْسَنُ الْخَالِقِينَ ۔یعنی تحقیق ہم نے پیدا کیا آدمی کو سنی ہوئی مٹی سے ۔ پھرپیدا کیا ہم نے اسکو ایک قطرہ منی کا بیچ جگہ مضبوط کے۔ پھر پیدا کیا ہم نے منی کو لہو جما ہوا پس پیدا کیا ہم نے لہو جمے کو بوٹی گوشت کی۔پھر پیدا کیا ہم نے بوٹی کو ہڈیاں پس پہنادیا ہم نے ہڈیوں کو گوشت پھر پیدا کیا ہم اس کو پیدائش اور۔ پس بہت برکت والا ہے اللہ بہتر پیدا کرنے والوں کا۔ پھر سورہ واقعہ آیت ۵۸ تا ۵۹ میں بھی اسی طرح سے آیا ہے۔ أَفَرَأَيْتُم مَّا تُمْنُونَ أَأَنتُمْ تَخْلُقُونَهُ أَمْ نَحْنُ الْخَالِقُونَ ۔ یعنی کیا پس دیکھا تم نے جومنی ڈالتے ہو تم ۔ کیا تم پیدا کرتے ہو اس کو۔ یا ہم پیدا کرنے والے ہیں۔

ان تمام آیات ودیگر مقامات قرآنیہ سے ظاہر ہے کہ خدا بذریعہ علتِ مادی خلق کرتا ہے۔ پھر یہ بھی غورطلب امر ہے۔ کہ لفظ خَلَقَ سے انسانی افعال کا ذکربھی قرآن میں آیا ہے۔مثلاً سورہ الفجر آیت ۶، ۷ میں ہے۔ أَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِعَادٍ إِرَمَ ذَاتِ الْعِمَادِ الَّتِي لَمْ يُخْلَقْ مِثْلُهَا فِي الْبِلَادِ یعنی۔ کیا تو نے نہ دیکھا تیرے رب نے کیا کیا عاد ارم کے ساتھ جوستونوں والا تھا۔ کہ نہیں پیدا کئے گئے اُسکی مانند شہروں میں۔اس آیت سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ عادِ ارم نے ستون خلق کئے وہ لاثانی تھے۔ یہاں لفظ خلق انسانی فعل کے لئے استعمال ہوا ہے۔ پھر سورہ النعکبوت آیت ۱۶ میں ہے۔ إِنَّمَا تَعْبُدُونَ مِن دُونِ اللَّهِ أَوْثَانًا وَتَخْلُقُونَ إِفْكًا یعنی بے شک جوتم پوجتے ہو اللہ کے سوا بتوں کو اورتم جھوٹ بنالیتے ہو۔ اس سے ظاہر ہے کہ بُت (احسنام) انسان کے مخلوق ہیں۔ لفظ جَعَلَ کا بھی استعمال قرآن میں لفظ خَلَقَ کے عوض کیا گیا ہے مثلاً سورہ السجدہ آیت ۷ میں ہے۔ ثُمَّ جَعَلَ نَسْلَهُ مِن سُلَالَةٍ مِّن مَّاءٍ مَّهِينٍ یعنی پھر اُس کی نسل کو بنایا۔ بیقدر نچڑے ہوئے پانی (نفطہ) سے ۔پھر سورہ مریم آیت ۲۴ میں ہے۔ قَدْ جَعَلَ رَبُّكِ تَحْتَكِ سَرِيًّا یعنی کردیا تیرے رب نے تیرے (قدموں کے) نیچے ایک چشمہ ۔ پھر سورہ نمل آیت ۶۲ میں ہے۔ أَمَّن جَعَلَ الْأَرْضَ قَرَارًا وَجَعَلَ خِلَالَهَا أَنْهَارًا وَجَعَلَ لَهَا رَوَاسِيَ وَجَعَلَ بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا یعنی بھلا کس نے ٹھہرایا ہے زمین کو اوراس میں بنائیں نہتریں اوراس کے لئے پہاڑ پیدا کئے اوربنائے دوسمندروں کے درمیان حجاب۔ ان آیات سے صاف ظاہر ہے کہ لفظ جَعَلَ کا استعمال بعوض لفظ خَلَقَ ہوا ہے۔ پس ہماری تحقیقات سے ثابت

ہے ۔ کہ الفاظ خَلَقَ وجَعَلَ کے معنی عدم سے وجود میں آنا نہیں ہوتے۔

اب سوال یہ ہے کہ کیا ازروئے قرآن خدا دنیا کے پیدا کرنے میں علتِ مادی کا محتاج تھا۔ ہرگز ہرگز نہیں۔ پیغمبر اسلام کے خیال میں خدا کا ارادہ اوراُس کا حکم کائنات کی موجودگی کیلئے کافی سمجھا گیا ہے۔ تخلیق محض اسکی مرضی پر موقوف ہے۔ اس کا کہنا کافی ہے۔ کُن فیکون یعنی ہو! اوروہ ہوجاتا ہے۔ اسی کا نام ہے عدم سے وجود میں آنا۔ اسی کا نام ہے تخلیق۔ ہم شائقین کیلئے چند قرآنی لکھتے ہیں ۔ جن سے یہ بات واضح ہوجائیگی ۔ خدا سورہ یسین میں یوں فرماتا ہے آیت ۸۲۔ إِنَّمَا أَمْرُهُ إِذَا أَرَادَ شَيْئًا أَنْ يَقُولَ لَهُ كُنْ فَيَكُونُ یعنی بے شک اس کا حکم یہی ہے۔ کہ جب کسی شے کاارادہ کرے اُسے کہے کہ ہوجا! پس وہ ہوجاتا ہے پھرسورہ بقر میں آیت ۱۱۷ میں آیا ہے۔ وَإِذَا قَضَى أَمْراً فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُن فَيَكُونُ یعنی اورجب وہ حکم دیتا ہے کسی کام توصرف کہتا ہے۔ کہ ہوجا اوروہ ہوجاتا ہے۔ پھر سورہ آل عمران میں خدا یوں فرماتا ہے۔ سورہ آل عمران آیت ۴۷ إِذَا قَضَى أَمْرًا فَإِنَّمَا يَقُولُ لَهُ كُن فَيَكُونُ پھر سورہ نحل آیت ۴۲ میں آیا ہے۔ إِنَّمَا قَوْلُنَا لِشَيْءٍ إِذَا أَرَدْنَاهُ أَن نَّقُولَ لَهُ كُن فَيَكُونُ سوائے اسکے نہیں ہے ہمارا قول کسی چیز کیلئے جب ہم اسکا ارادہ کرتے ہیں ۔ ہم یہ کہتے ہیں اسکے لئے کہ ہوجا۔ پس وہ ہوجاتا ہے ۔ پھر سورہ مریم میں یہی لفاظ مذکورہیں۔ جوسورہ بقرہ، سورہ آل عمران میں ہیں۔ اوریہی الفاظ سورہ مومن میں بھی مذکور ہیں۔ کہ خدا جب حکم دیتا ہے کسی کام کا تو صرف کہتا ہے ۔ کہ ہوجا!اوروہ ہوجاتا ہے۔

قرآن میں کائنات کی پیدائش کا تذکرہ

توریت کے پڑھنے والے اس امر سے واقف ہیں۔ کہ حضرت موسیٰ نے دنیا کی پیدائش کا احوال بڑی صراحت ووضاحت کے ساتھ مفصل ومکمل بیان کیا۔ چنانچہ اسکی کتاب اول باب ۱، ۲ میں اس کا تذکرہ آیا ہے اس مقام پر حضرت موسیٰ ذیل کے امورپر تاکید کرتے ہیں۔

ا۔ خدا بلا علت مادی کے محض اپنے حکم سے کائنات کوخلق کرتا ہے۔

ب۔ اس خلقت کی پیدائش میں حکمت اورمصلحت پائی جاتی ہے۔ دنیا بتدریج قابل سکونت قرار پاتی ہے۔ اورخلقت کے مختلف طبقے بالترتیب یکے بعد دیگرے بنائے جاتے ہیں۔

ج۔ انسان بعد ساری چیزوں کی پیدائش کے بنایا جانا ہے اورساری چیزیں اس کے ماتحت کی جاتی ہیں۔ اسکی پیدائش میں خدا کا ایک نیا فعل بھی ظاہر ہوتا ہے۔ وہ یہ کہ خدا آدم کواپنی صورت پر بناتا ہے۔ اورنیز اپنی روح اُس میں پھونکتا ہے۔

ہمیں افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے۔ کہ قرآن کا بیان کائنات کی پیدائش کے متعلق موسیٰ کے بیان کے موافق نہ تو مفصل ہے اورنہ مکمل ۔ اب قرآن کا بیان تخلیق عالم کے متعلق یہ ہے۔

(الف) خدا نے ۶ دن میں آسمان وزمین بنائے۔

(۱۔) سورہ الاعراف آیت ۵۲ میں ہے۔ إِنَّ رَبَّكُمُ اللّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَى عَلَى الْعَرْشِ يُغْشِي اللَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهُ حَثِيثًا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُومَ مُسَخَّرَاتٍ بِأَمْرِهِ بے شک تمہارا رب اللہ ہے۔ جس نے ۶ دن میں آسمان وزمین بنائے۔۔۔ اور سب اس کے مطیعِ فرمان ہیں۔

(۲۔)سورہ یونس آیت ۳ میں بھی یہی الفاظ مرقوم ہیں۔ اورایسے ہی سورہ ہود آیت ۹ ،سورہ فرقان آیت ۶۰، پھر سورہ سجدہ آیت ۳ میں اورسورہ ق آیت ۳۷ میں بھی یہی الفاظ مذکورہیں۔ کہ خدا نے ۶ دن میں آسمان وزمین بنائے۔

(ب) سورہ فصلت آیات ۸ سے ۱۱ تک میں لکھا ہے قُلْ أَئِنَّكُمْ لَتَكْفُرُونَ بِالَّذِي خَلَقَ الْأَرْضَ فِي يَوْمَيْنِ وَتَجْعَلُونَ لَهُ أَندَادًا ذَلِكَ رَبُّ الْعَالَمِينَ وَجَعَلَ فِيهَا رَوَاسِيَ مِن فَوْقِهَا وَبَارَكَ فِيهَا وَقَدَّرَ فِيهَا أَقْوَاتَهَا فِي أَرْبَعَةِ أَيَّامٍ سَوَاء لِّلسَّائِلِينَ ثُمَّ اسْتَوَى إِلَى السَّمَاء وَهِيَ دُخَانٌ فَقَالَ لَهَا وَلِلْأَرْضِ ائْتِيَا طَوْعًا أَوْ كَرْهًا قَالَتَا أَتَيْنَا طَائِعِينَ فَقَضَاهُنَّ سَبْعَ سَمَاوَاتٍ فِي يَوْمَيْنِ وَأَوْحَى فِي كُلِّ سَمَاء أَمْرَهَا وَزَيَّنَّا السَّمَاء الدُّنْيَا بِمَصَابِيحَ وَحِفْظًا ذَلِكَ تَقْدِيرُ الْعَزِيزِ الْعَلِيمِ یعنی تو کہہ کیا تم اس کے منکر ہو جس نے پیدا کیا زمین کو دودن میں۔اوربُتوں کواس کا مدمقابل بناتے ہو۔ وہی توسارے جہان کا مالک ہے۔ اوراُسی نے زمین میں اُس کے اُوپر پہاڑ بنائے اورزمین میں برکت رکھی اوراس میں سامانِ معیشت مقررکیا سب چاردن میں۔ اورتمام طلبگاروں کے لئے یکساں۔ پھر آسمان کی طرف متوجہ ہوا اوروہ دھواں تھا تواُس نے اُس سے اورزمین سے فرمایاکہ دونوں کوآؤ خوشی سے خواہ ناخوشی سے ۔ اُنہوں نے کہاکہ ہم خوشی سے آتے ہیں۔پھر دودن میں سات آسمان بنائے اورہرآسمان میں اسکے کام کا حکم بھیجا اورہم نے آسمانِ دنیا کو

چراغوں یعنی ستاروں سے مزین کیا اورشیطانوں سے محفوظ رکھا۔ یہ زبردست اورخبردار کے مقررکئے ہوئے اندازے ہیں۔

اس میں الجھن یہ ہے کہ اول تو ۲ دن میں زمین خلق کی گئی ۔ پھر اس کے بعد ۴ دن میں پہاڑ اورکھانے کی چیزیں۔ پھر قصد کیا آسمان کی طرف اور ۲ دن میں ساتوں آسمان بنائے اوردنیا کے آسمان کو ستاروں سے زینت دی۔ گویا اس طرح سے کل کائنات ۸ دن میں تیارہوئی ۔

قرآن کی اس الجھن کا مفسرین یوں سلجھا نیکے کوشش کرتے ہیں۔ معالم میں آیا ہے۔ کہ زمین ۲ دن میں پیدا کی۔اوربنائے اس میں پہاڑاوربرکت دی اس میں یعنی زمین دریا درخت ومیوے وخزانے پیدا کئے اورمقدرومعین کئے زمین میں رزق ۔ اس کے جانوروں کی روزی اورچڑیوں وانسانوں کی روزی علیحدٰہ علیحدہٰ کردی ۴ دن میں یعنی ۲ دن وہ اور۲ دن مل کر سب ۴ دن ہوئے اوریہ نہیں کہ ۲ + ۴ مل کر ۶ دن ہوئے ۔

پھر آسمان کی پیدائش کی نسبت مفسرین یہ فرماتے ہیں کہ ۲ دن میں یعنی پنجشتبہ وجمعہ کووحی کی ہرآسمان کے کام کی طرف یعنی جوخدمت جسکے متعلق تھی۔ اسکا حکم دیا۔ اورملائک معین فرمائے ۔ اور زینت دی آسمان کو چراغوںسے یعنی تاروں سے اورمحفوظ کیا شیاطین وغیرہ سے ۔ بیضاوی کے قول کے موافق آسمان پنجشتبہ کوبنایا گیا۔ اورجمعہ کے روز سورج، چاند، ستارے، بنائے گئے ۔ اورجمعہ کی شام کو حضرت آدم بنائے گئے ۔

ہم مفسرین کی اس کوشش کی تعریف کرتے ہیں ۔ پرپھربھی ہم اس کے قائل ہیں۔ کہ حضرت موسیٰ کا بیان اس سے کہیں بدرجہا بہتر ہے وھو ھذا۔

پیدائش ۱باب سے ۲باب ۴آئت تک

ابتدا میں خدا نے آسمان اورزمین کو پیدا کیا۔ اورزمین ویران اورسنسان تھی۔ اور گہراؤ کے اوپر اندھیرا تھا۔اورخدا کی روحوں پانیوں پر جنبش کرتی تھی۔ اورخدا نے کہا کہ اجالا ہو اوراُجالا ہوگیا اورخدا نے اجالے کودیکھاکہ اچھا ہے۔ اورخدا نے اُجالے کواندھیرے سے جدا کیا۔ اورخدا نے اُجالے کو دن کہا اوراندھیرے کو رات کہا سوشام ہوئی اورصبح پہلا دن ہوا۔ اورخدا نے کہا کہ پانیوں کے بیچ فضا ہوئے۔ اورپانیوں کو پانیوں سے جدا کرے۔ تب خدا نے فضا کو بنایا۔ اورفضا کے نیچے کے پانیوں کو فضا کے اوپر کے پانیوں سے جدا کیا۔اورایسا ہی ہوگیا اورخدا نے فضا کوآسمان کہا۔ سوشام اورصبح دوسرا دن ہوا۔ اورخدا نے کہا کہ آسمان کے نیچے کے پانی ایک جگہ جمع ہوئیں۔ کہ خشکی نظر آئے۔ اورایسا ہی ہوگیا۔ اورخدا نے خشکی کوزمین کہا اورجمع ہوئے پانیوں کوسمندر کہا۔ اورخدا نے دیکھا کہ اچھا ہے۔ اورخدا نے کہا کہ زمین گھاس اورنباتات کوجوبیج رکھتیں اورمیوہ داردرختوں کوجواپنی اپنی جنس کے موافق پھلتے جوزمین پرآپ میں بیج رکھتے ہیں۔ اُگائے اورایسا ہی ہوگیا۔تب زمین نے گھاس اورنباتات کو جواپنی اپنی جنس کے موافق بیج رکھتیں اوردرختوں کو جوپھل لاتے ہیں۔ جن کے بیج ان کی جنس کے موافق ان میں اگایا۔ اور خدا نے دیکھا کہ اچھا ہے۔ سوشام اورصبح تیسرا دن ہوا۔ اورخدا نے کہا ۔ کہ آسمان کی فضا میں تیرھوں۔ کہ دن رات میں فرق کریں اوروہ نشانوں اورزمانوں اوردنوں اوربرسوں کے باعث ہوں۔ اور وہ آسمان کی فضا میں انوار کیلئے ہوئیں۔ کہ زمین پرروشنی بخشیں۔ اورایسا ہی ہوگیا۔ سوخدا نے دوبڑے نوربنائے ایک نیر اعظم جودن پر حکومت کرے اورایک نیر اصغر جورات پر حکومت کرے۔ اورستاروں کوبھی بنایا۔ اورخدا نے اُن کوآسمان کی فضا میں رکھا کہ زمین پر روشنی بخشیں۔ اوردن پراور رات پر حکومت کریں۔ اوراجالے کواندھیرے سے جدا کریں۔ اورخدا نے دیکھا۔ کہ اچھا ہے۔ سوشام اورصبح چوتھا دن ہوا۔ اورخدا نے کہا کہ پانیوں سے رینگنے والے جاندار کثرت سے موجود ہوئیں۔ اورپرندے زمین پراورآسمان کی فضا میں اڑیں۔ اورخدا نے بڑے بڑے دریائی جانداراورہرقسم کے رینگنے والے جاندروں کو پانیوں سے بکثرت موجود ہوئے تھے ان کی جنس کے موافق اورہرقسم کے پرندوں کو انکی جنس کے موافق پیدا کیا۔ اورخدا نے دیکھا کہ اچھا ہے۔ اورخدا نے بڑے بڑے دریائی جاندار اورہرقسم کے پرندوں

کوانکی جنس کے موافق پیدا کیا۔اورخدا نے دیکھاکہ اچھا ہے۔ اورخدا نے ان کو برکت دے کہ کہا کہ پھلو اوربڑھو۔ اور سمندر کے پانیوں کوما لا مال کرو۔ اورپرندے زمین پربہت ہوں سو شام ہوئی اورصبح پانچوان دن ہوا۔ اورخدا نے کہا کہ زمین جانداروں کو اُنکی جنس کے موافق مویشی، کیڑے مکوڑے اورجنگلی جانوراُنکی جنس کے موافق پیدا کرے۔ اورایساہی ہوگیا اورخدا نے جنگلی جانوروں اورمویشیوں کوانکی جنس کے موافق اورزمین کے کیڑے مکوڑوں کو انکی جنس کے موافق بنایا۔ اورخدا نے دیکھا کہ اچھا ہے۔ تب خدا نے کہا کہ ہم انسان کو اپنی صورت اوراپنی مانند بنائیں۔ کہ وہ سمندر کی مچھلیوں پر اورآسمان کے پرندوں پر اورمویشیوں پر اورتمام زمین پر اورسب کیڑے مکوڑوں پر جوزمین پر رینگتے ہیں۔ سرداری کریں۔ اورخدا نے انسان کوا پنی صورت پر پیدا کیا۔ خدا کی صورت پر اسکو پیدا کیا۔ نروناری ان کو پیدا کیا۔ اورخدا نے ان کوبرکت دی ۔ اورخدا نے اُنہیں کہا ۔ کہ پھلو اوربڑھو۔ اورزمین کو معمورکرو۔ اوراُسکو محکوم کرو۔ اورسمندر کی مچھلیوں پر اورآسمان کے پرندوں پر اورسب چرندوں پر جوزمین پر چلتے ہیں۔ سرداری کرو۔ اورخدا نے کہا۔ کہ دیکھو میں ہرایک بیجدار نباتات کوجو تمام روئے زمین پر ہیں۔ اور ہرایک درخت کوجس میں بیجدار پھل ہے۔ دیتاہوں۔ اوریہ تمہیں کھانیکے واسطے ہوگا۔ اورزمین کے سب چرندوں کو اورآسمان کے سب پرندوں کو اورسب کوجوزمین پر رینگتے ہیں۔ جن میں زندگی کا دم ہے۔ سب طرح کی سبزی ان کے کھانیکے لئے دیتاہوں۔ اورایسا ہی ہوگیا۔ اورخدا نے سب پر جو اُس نے بنایا تھا نظر کی اوردیکھاکہ بہت اچھا ہے۔ سوشائم ہوئی اورصبح چھٹا دن ہوا۔

سوآسمان اورزمین اوراُنکی ساری آبادی تیارہوئی۔ اورخدا نے ساتویں دین اپنے کام کو جوکرتا تھا۔ پورا کیا۔ اورساتویں دن اپنے سارے کام سے جوکرتا تھا فراغت پائی۔ اورخدا نے ساتویں دین کومبارک کیا۔ اوراُسے مقدس ٹھہرایا۔اس لئے کہ اُس نے اپنے سب کام سے جوخدا نے کیا اوربنایا تھا۔ اسی دن فراغت پائی۔

یہ آسمان وزمین کی پیدائش کا بیان ہے

ہردوبیان کے تقابل سے چند فائدے غورطلب نکلتے ہیں ۔

(ف۱) کائنات کی پیدائش کے باب میں قرآن شریف توریت شریف کا محتاج ہے۔ حضرت موسیٰ کا بیان مسلسل ومفصل ہے۔ اورقرآن کا بیان مختصر ومخفف ہے۔

(ف۲) ہردوبیان میں مطابقت بھی ہے۔ خدا کا خالق ہونا اور خلقت کا عدم سے وجود میں آنا۔ یہ دو ایسے مقدمات ہیں۔ جو ہر دو کوعام ہیں۔ اورتوحیدی مذہب کے خاصے۔

(ج) ثم استوا علی العرش۔ قرآن شریف کا یہ بیان ہے کہ بعد تخلیق ارض وسماوات وترتیب کائنات عرش کومحل تجلی خاص معین فرماکر تخت گاہ شہنشاہی پرخود قرار پایا۔ اس مقام پر علماء نے بحث طول طویل لکھی ہے۔ بعض اس آئت سے تشبیہ وتعین کی طرف مائل۔ وبعض لاعلمی وسکوت کے قائل ہوئے۔ لیکن مذہب حق جس پر اصحاب وتابعین وآئمہ مجتہدین کا اتفاق ہے۔ یہ ہے۔ کہ تجلی حق سبحانہ تعالیٰ عرش پر ہے۔ مگرنہ مکان ہے نہ جسم نہ قرب نہ بعد۔ نہ جہت نہ ظرفیت ۔ ہرتشبیہ سے منترہ ہر توجہ سے مبُرا ہرتعین سے پاک ہم کو اسی قدرعلم ہے۔ اوراسی پر اعتقاد ہے۔ کہ اللہ عرش پر ہے دوسری جگہ کی نسبت نہ ہمارے پاس دلیل ہے نہ خبر۔

اس آئت کی نسبت ہمیں یہ کہنا ہے۔ کہ مفہوم آئت الہٰی تسلط ہے۔ خدا نے نہ صرف دنیا کو پیدا ہی کیا۔ پر اس پر حکومت بھی کررہا ہے۔ دنیا میں ایسے علماء ہوئے ہیں۔ جنکا خیال یہ تھا کہ خدا نے دنیا کو پیدا توکیا۔ پر بعد اس کی پیدائش کے وہ اس سے لاواسطہ ہوگیا۔ اس آئت قرآن میں اس خیال کی تردید ہے اورہم نے اپنے اس خیال کی تائید میں ایک نص قرآنی ہدیہ کرنا انسب سمجھتے ہیں۔ سورہ یونس آیت ۳ میں خدا فرماتا ہے۔ إِنَّ رَبَّكُمُ اللّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَى عَلَى الْعَرْشِ يُدَبِّرُ الأَمْرَ تمہارا رب وہ ہے۔ جس نے پیدا کیا آسمان وزمین کو ۶ دن میں ۔ پھر تخت پر بیٹھ گیا تدبیرکرتا ہے سب کاموں کی ۔ اس سے ظاہر ہے کہ اللہ کا عرش پربیٹھنا ۔ عالم کا انتظام کرنا ہے۔

پراسلام نے اس الہٰی تدبیر وانتظام کا یہ نقشہ کھینچا ہے۔ کہ تفرقہ مابین خالق ومخلوق ازحد اعتدال سے زیادہ کشادہ ہوگیا ہے یہ نقص اسلامی تصورخدا کے سارے بیان میں بھی پایا جاتا ہے۔ اوراس پر موسوی تصورخدا کا رنگ چڑھا ہوا ہے۔ اسی لحاظ سے اسلام کا مطلب بغیر فرشتوں اورنبیوں کے برنہیں آتا ۔ اسکے معنی یہ ہوئے کہ خدا توعرش پر بیٹھا ہواہے۔ اوران ہرکاروں کے ذریعہ سے اپنا کام نکالتا ہے ۔ اگراس خیال کے ہمراہ ہم اسلام کے نادردعوے پر غور کریں توہماری پریشانی حد سے زیادہ بڑھ جاتی ہے اسلام کا دعویٰ یہ ہے۔ کہ حضرت محمد خاتم النبین تھے۔ اوران کا الہام اتم واکمل درجہ

رکھتا ہے۔ ساری وحی انہیں پرختم ہوگئی ۔ اورپس۔ ہم اس بات کے قائل ضرور ہیں کہ الہام کی روشنی میں ترقی ہونی چاہیے۔ اوردینی صداقت کی اشاعت میں بتدریج انوارزیادہ روشن ہونے چاہیے۔ پرکیا یہ سچ نہیں ہے۔ کہ اسلام اس پایہ سے گرا ہوا ہے۔

موسیٰ کے منہ سے تویہ تعلیم سہانی معلوم پڑتی ہے۔ اورانبیاء یہود کے منہ سے یہ بیان پیارا معلوم ہوتا ہے۔ کیونکہ ان کا زمانہ الہام کا اول زمانہ ہے۔ نورالہدیٰ کی کرنیں ٹمٹماتی سی ہیں۔ خدا کا بادشاہ ہونا۔ اورتخت پر سے تسلط کرنا۔ اورفرشتوں ونبیوں کی خدمت سے کام لینا۔ اس زمانہ کے طفل مکتبوں کے لئے اتنا ہی ضروری تھا۔ جتنا الہام کہ آخری زمانہ کیلئے غیرضروری ہے۔

مسیحی مذہب نے خالق ومخلوق کے تعلق میں ایک نئی زندگی پھونک دی ۔ اوروہ بذریعہ تجسم یامظہریت الٰہی کے ذریعہ سے پھونکی گئی۔ ہم اس کی مفصل بحث آگے چل کر لکھیں گے۔ اس موقعہ پر ہمیں صرف اتنا ہی کہنا ہے۔ کہ وہ رشتہ جومابین اللہ و کائنات کے ہے۔ اورجس کا ذکر انجیل کررہی ہے۔ اس رشتہ سے جس کا تذکرہ اسلام میں ہے۔ کہیں گہرا اورزندہ ہے۔

باب دوم

تخلیق آدم

سورہ الرحمٰن آیت ۱۳ میں مذکور ہے۔ خَلَقَ الْإِنسَانَ مِن صَلْصَالٍ كَالْفَخَّارِ ۔ یعنی پیدا کیا انسان کو کھنکھنی مٹی سے (بجنے والی یعنی خشک) مانند ٹھیکری کے۔

قرآن شریف میں آدم کی پیدائش کا بیان دوطریق پرآیا ہے۔

۱۔ اسکے جسم کی پیدائش کا ذکریوں کیا گیا ہے کہ خدا نے پیدا کیا انسان کو کھنکھناتی مٹی سے مثل ٹھیکری کے۔ اس آئت سے ظاہر ہے کہ آدم کا جسم مٹی سے تیارکیا گیا تھا۔ پر قرآن شریف میں طریق تخلیق کا تذکرہ نہیں آیا۔ اوراس کمی کوعلمائے اسلام نے محسوس کیا۔ اورمفسرین قرآن کے سیدھے سادے بیان پر اپنا حاشیہ چڑھایا۔مثلاً ثعلبی نے کہاکہ جب حق سبحانہ تعالیٰ نے حضرت آدم کو پیدا کرنا چاہا۔ عزرائیل کوحکم دیا کہ مشتِ خاک حاضرکرو۔ آپ نے ہرمقام سے مٹی لے کر پیش کی (اسی وجہ سے اولادآدم نیک وبد کالے گورے ہرقسم کے ہوتے ہیں ۔ پھروہ مٹی پانی سے خمیر کی گئی ۔ اورجبرئیل امین سے فرمایاکہ صاف مٹی قلب زمین سے لاؤ۔

جبرئیل امین آنحضرت کی قبرشریف کی مٹی لیگئے۔ یہ آب تسنیم سے گوندھی گئی۔ اورجنت کی نہروں میں غوطے دلوائے۔اورآسمانوں اورزمینوں میں پھرائی گئی۔ آپ کو فرشتوں نے آدم سے پہلے پہچان لیا۔ پھریہ آدم کی مٹی کے ساتھ ملادی گئی ۔ اورآدم کا جسم شریف تیارکیا گیا۔ پھر روح عطا فرمائی ۔ اورجنتی پوشاک پہنائی ۔ اورنورِ محمدی آپکی پیشانی پر چمکایا۔ پھرتخت پر بٹھاکر فرشتوں نے آسمان کے عجائبات دکھلائے یہ ستر سوبرس میں تمام ہوئی ۔ پھرایک گھوڑا مُشک کا بنایا گیا۔ جس کا نام الھموز تھا۔ بازواُسکے موتی مونگے کے۔ جبرئیل نے لگام لگائی۔ دہنی طرف میکائیل بائیں جانب اسرافیل، حضرت آدم سوار۔ آسمانوں کی سیرفرماتے رہے۔ فرشتے اُنہیں سلام کرتے اوریہ فرشتوں کو ۔ کنیت آپ کی جنت میں ابومحمد ہے۔ اوردنیا میں ابوالبشر ہے۔ پھرعلم اسماء کی تعلیم ہوئی ۔ مسجود ملائکہ بنے۔

۲۔ آدم کی روح کی پیدائش کا ذکر قرآن شریف میں یوں آیا ہے۔ سورہ الحجر آیت ۲۶ سے ۲۹ تک میں ہے۔ وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلاَئِكَةِ إِنِّي خَالِقٌ بَشَرًا مِّن صَلْصَالٍ مِّنْ حَمَإٍ مَّسْنُونٍ فَإِذَا سَوَّيْتُهُ وَنَفَخْتُ فِيهِ مِن رُّوحِي فَقَعُواْ لَهُ سَاجِدِينَ جس کا ترجمہ یہ ہے۔ کہ جب کہا تیرے رب نے فرشتوں کوتحقیق میں پیدا کرنے والا ہوں آدمی کوبجنے والی مٹی سے سڑے کیچڑ کی بنی ہوئی سے پھرجب میں اُسے درست کرلوں اورپھونک دوں اس میں اپنی روح پس گرپڑو اسکے آگے سجدہ کرتے ہوئے۔ اس بیان سے ظاہر ہے۔ کہ آدم کے جسم بنانے اوراُس کو درست کرلینے کے بعد خدا نے اپنی روح اس مٹی کے جسم میں پھونک دی۔ یوں تخلیق آدم کی تکمیل ہوئی ۔

اس مقام پر قابلِ غورامر یہ ہے ۔ کہ حضرت آدم کا جسم تومادی دنیا سے تعلق رکھتا ہے۔ پراسکی روح بمقابلہ اسکے جسم کے خدا سے خاص الخاص تعلق رکھتی ہے۔ اسی خاص تعلق کا اظہار خدا کے ایک خاص فعل سے کیا گیا ہے۔ جسکو تشبیاً پھونکنا کہا ہے۔

۳۔ بادی النظر قرآن کا یہ بیان حضرت موسیٰ کے بیان سے بہت کچھ ملتا ہوا نظر آتا ہے۔ پرفی الحقیقت ان دونوں بیانات میں ایک نہایت ہی خاص فرق ہے۔ توریت کا بیان یہ ہے۔ کہ خداوند خدا ن زمین کی مٹی سے آدم کوصورت دی۔ اوراُسکے نتھنوں میں زندگی کی سانس پھونکی۔ جسکا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ آدم زندہ نفس بن گیا۔ فلسفہ کے اصطلاح میں دو الفاظ وضع کئے گئے ہیں۔ جن پر حکمانے بہت کچھ بحث کی ہے۔ وہ دوالفاظ روح اورنفس ہیں۔ ہم آگے چل کر ان دو لفظوں کی مکمل بحث لکھیں گے۔ اس مقام پر صرف اتنا ہی کہنا

منظور ہے کہ قرآن آدم کی غیر مادی تخلیق کے متعلق روح کا ذکر کرتا ہے پرتوریت بجائے لفظ روح کے نفس کا ذکر کرتی ہے۔ قرآن کا کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی روح مٹی میں پھونکی ۔ پر توریت کا یہ قول ہے کہ خدا نے حیات کی سانس (نشمت خحیم) آدم کے نتھنوں میں ڈالی۔ جسکا نتیجہ یہ ہوا کہ آدم نفس حیات سے مستفیض ہوئے۔

ہمیں قرآن کے بیان سے یہ پتہ نہیں لگتا ۔ کہ انسانی ترکیب کی کیا شکل ہے۔ کیا انسان مادہ اور روح اورنفس سے مرکب ہے۔ یااسکی ترکیب میں محض مادہ اوروح ہیں۔ یہ ممکن ہے۔ کہ حضرت محمد نے اس امر پر فلسفیانہ نگاہ نہیں ڈالی تھی۔ اوراس لئے امتیاز مابین روح اورنفس مدِنظر نہیں رہی۔

آدم خلیفہ اللہ

۴۔ قرآن شریف سے ظاہر ہے ۔ کہ آدم خدا کا خلیفہ ٹھہرایا گیا۔ سورہ بقرہ آیت ۲۸ میں ہے۔ وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلاَئِكَةِ إِنِّي جَاعِلٌ فِي الأَرْضِ خَلِيفَةً اورجب کہا تیرے رب نے فرشتوں سے تحقیق میں بنانے والا ہوں بیچ زمین کے ایک نائب ۔

اس کا مرتبہ فرشتوں سے اعلیٰ بنایا گیا۔ سورہ بقرہ آیت ۳۴ میں ہے وَإِذْ قُلْنَا لِلْمَلاَئِكَةِ اسْجُدُواْ لآدَمَ یعنی اورجب ہم نے کہا فرشتوں کو سجدہ کروآدم کو فَسَجَدُواْ إِلاَّ إِبْلِيسَ پس اُنہوں نے سجدہ کیا۔ مگرشیطان نے (یعنی شیطان کے سوا) ۔

اُس نے اُس کو بولنا سکھایا

خَلَقَ الْإِنسَانَ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ یعنی پیدا کیا آدمی کو سکھلایا اسکو بولنا۔(سورہ رحمن آیت ۳، ۴)۔

دنیاکی ساری چیزیں انسان ہی کے لئے بنائی گئیں

سورہ بقرہ آیت ۲۷ میں آیاہے۔ کہ خدا وہی ہے جس نے تمہارے فائدے کیلئے زمین کی سب چیزوں کوپیدا کیا۔ پھر سورہ غل میں آیا ہے ۔ آیت ۶۱ بھلا کس نے آسمان وزمین کو بنایا۔ اورتمہارے لئے آسمان سے پانی اتارا۔ پھر ہم نے اس سے رونق دار باغ اُگائے تمہاری طاقت نہ تھی۔ کہ ان باغوں کے درخت اُگالیتے۔ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اوربھی اللہ ہے۔ بلکہ وہ کجرولوگ ہیں۔ بھلا کس نے زمین کوٹھہرایا۔ اوراس میں نہریں بنائیں۔ اوراس کے لئے پہاڑ پیدا کئے۔ اوردوسمندروں میں حجاب رکھا۔ کہ اللہ کے ساتھ اور بھی ہیں۔ پھرسورہ مومن میں آیا ہے ۔ دیکھوآیات ۷۹ سے ۔ وہ اللہ ہے جس نے

تمہارے لئے چوپائے پیدا کئے۔ تاکہ تم بعض پر سواری کرو۔ اوربعض کواُن میں سے کھاؤ۔ اوراُن میں تمہارے لئے بہت فائدے ہیں۔ تاکہ تم ان پر چڑھ کے کسی حاجت کوپہنچو۔ جوتمہارے دلوں میں ہے۔ اورتم ان پر اورکشتیوں پر لدے پھرتے ہو۔ اوراللہ تمہیں اپنے نشان دکھاتا ہے۔ پھر تم اللہ کے نشان میں سے کون سے نشان کا انکارکرتے ہو۔

حوّا کی پیدائش

(۵۔)سورہ النسا سے ظاہر ہے کہ خدا نے حوّا کوآدم سے پیدا کیا۔ اے لوگو تم اپنے اُس رب سے ڈرو۔ جس نے تمہیں ایک شخص سے پیدا کیا۔ اوراس میں سے ایک اسکی عورت کوپیدا کیا۔

اولا دِآدم کی پیدائش

قرآن کا یہ بیان ہے کہ آدم اورحوّا سے سارے انسان پیدا کئے گئے سورہ النسا آیت ۱ مکی نہے۔ اپنے رب سے ڈرواے لوگو۔ جس نے تمہیں ایک شخص سے پیدا کیا۔ اوراس میں سےایک عورت کو پیدا کیا۔ اوران دو سے بکثرت عورت مردپھیلائے۔

اس مقام پرتین شکوک پیدا ہوتے ہیں۔

(۱۔) کیاآدم کی اولا د کی روحیں آدم سے اسطرح پیدا ہوئیں۔

(۲۔) کیا بنی آدم کی روحیں قبل ازتولید موجود تھیں؟

(۳۔) کیا ہر شخص کی روح اسکی تولید کے وقت خاص طور سے اللہ سے پیدا کی جاتی ہے؟

جوشک دوم کے قائل ہیں۔ وہ سورہ اعراف کی ۱۷۱ ویں آیت سے دلیل پکڑتے ہیں۔اس آئت میں لکھا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے آدم کی پشت سے اُنکی اولاد نکالی۔ اورترمذی سے روایت ہے کہ جب آدم کوبنایا۔ تواُنکی پشت کودستِ قدرت سے مسلح کیا۔ ایک گروہ اولا د آدم کا نکلا۔ اسکی نسبت فرمایا۔ یہ جنت کیلئے بنائے گئے اورکام بھی جنتیوں کا کرینگے۔

پھر مسح فرمایا۔ تودوسرا گروہ نکلا۔ اُنکے حق میں ارشاد ہوا کہ یہ دوزخ کیلئے پیدا کئے گئے ۔کام بھی دوزخیوں کے کرینگے۔ جلالین میں آیا ہے اوریاد کرجبکہ تیرے رب نے اولا دِآدم کی پُشتوں سے اُنکی اولا د کوظاہر کیا۔ اس طرح کہ بعض کو بعض کی پُشت سے نکالا۔ان سب کوآدم کی پشت سے نکالا۔ اسی ترتیب سے جیسے دنیا میں پیدا ہوئے۔ اورہونگے۔یعنی بہ واسطہ اوربلاواسطہ آدم کی پشت سے نکلے۔ مثل چیونٹیوں کے پھیلے ہوئے تھے۔ نعمان میں جوایک میدان ہے عرفات کے قریب۔ اوروہ عرفہ کا دن تھا۔ حق تعالیٰ نے اپنے رب

ہونے کی دلیلیں اُن میں قائم کیں۔ اورعقل عطاکی۔ اوراُن کو گواہ بنایا۔ اُنکی جانوں پر فرمایا۔ کیا میں تمہارا رب نہیں۔ سب نے کہا بے شك تو ہمارا رب ہے ۔ ہم اس کے گواہ ہیں۔ ہم نے اُن کو اسلئے گواہ بنایا۔ که قیامت کوکافر یه نه کہنے لگیں۔ که ہم توحید سے بے خبر تھے۔ ہم نه جانتے تھے که توحید کیا چیز ہے۔ یا یه کہیں۔ که ہم سے پہلے ہمارے باپ دادوں نے شرك کیا۔ ہم اُنکی ذریت اوراُنکے پیرو تھے۔ اُنکے بعد ہم اُنکے تابع رہے۔ سوکیا تواب ہم کو عذاب کرتا ہے۔ اس فعل پر جو ہمارے بہیودوں نے کیا۔ که شرك کی بنیاد قائم کی۔ حاصل معنی یه ہیں۔ که جب عالم ارواح میں توحید کا اقرار کرچکے اوراُسکے گواہ ہوئے۔ توپھر کوئی محبت نہیں کرسکتے۔

اس آئت قرآنی اوراسکی تفسیر سے ظاہر ہے۔ که انسان کی روحیں قبل ازتولید موجود تھیں۔ ہم اس بحث کے متعلق کم ازکم یه ضرور کہنا چاہتے ہیں۔ که قرآن کے متن اوراسکی تفسیر میں مطابقت نہیں ہے۔ قرآن میں یه نہیں لکھا ہے ۔ که بنی آدم ،آدم کی پشت سے نکلے بلکه یه لکھا ہے که وہ ذریتِ آدم کی پُشت سے نکلے۔

قرآن شریف کی ایك اورآیت سے ظاہر ہے۔ (سورہ السجدہ آیت ٦) که خدا بوقتِ تخلیق اپنی روح ذریت آدم میں پھونکتا ہے۔

(آئت مذکورہ میں ہے۔ که خدا نے ہر شے خوب بنائی اورپیدائش انسان کا شروع مٹی سے کیا۔ پھراس کی نسل نکلے ہوئے ذلیل پانی (نطفه) سے بنائی۔ پھر اسے برابر کیا اوراپنی روح اُس میں پھونکی۔ اورکان اورآنکھیں اوردل پیدا کئے تم تھوڑا شکر کرتے ہو۔ پھرسورہ الزمر آیت ٨ میں آیا ہے۔ که تمہیں ایك شخص سے پیدا کیا۔ پھراُس سے اُسکی زوجه پیدا کی اورتمہارے لئے چارپایوں میں سے ٨ جوڑے نازل کئے۔ تمہاری ماؤں کے پیٹوں میں سے تمہیں پیدا کرتا ہے۔ پیدائش کے بعد پیدائش میں ،تاریکیوں میں، یہی تمہارا الله وتمہارا رب ہے۔

ان آیات سے ظاہر ہے که ازروئے قرآن انسان کی روح بوقت تولید خلق کی جاتی ہے۔

اس ساری تقریر سے ذیل کے فائدے حاصل ہوتے ہیں۔

(١۔) بنی آدم کا تعلق ابوالبشر سے باعتبار اُسکے خاکی جسم کے بہت ہی صاف ہے۔ اجسام انسان آدم سے حاصل ہوئے ہیں۔

(٢۔) ہر شخص کی روح خدا سے بلاوساطت خلق کی گئی ہے اوربوقت پیدائش اس جسم میں پھونکی گئی ہے۔ جووالدین سے حاصل کیا گیا ہے۔

(٣۔) فی زمانہ فلسفہ نے بنی آدم کی یکتائی کا ایک نیا تصور پیدا کیا ہے۔ جسے ہم تصورانسانیت کہہ سکتے ہیں۔ اورجسکے معنی یہ ہیں کہ ہر فرد انسان محض ایک دوسرے کے عضو ہی نہیں ہیں۔ بلکہ ایک ہی قالب اورایک ہی جان ہیں۔ انسانیت محض نوع انسان کا نام نہیں اس حیات عامہ کا نام ہے۔ جوفرد اورنوعیت کونہایت ہی گرہے اورزندہ رشتہ سے ایک بنائے ہوئے ہے۔

اس فلسفانہ تصورکی روشنی میں جب ہم قرآن کی تعلیم پر نظر ڈالتے ہیں۔ تووہ غیرمکمل معلوم ہوتی ہے۔ انسان باعتبارجسم کے توآدم سے بالکل ہی وابستہ ہے۔ پر باعتباراپنی روح کے بالکل ہی لاواسطہ ہے۔

(٤۔) ارواح کا بلاوساطت خدا سے خلق کیا جانا انسانی طبعی فساد اوررحجان گناہ اورجبلی خرابی کے مسئلہ کوحل نہیں کرتا۔ اورنہ کرسکتا ہے۔ اس نقص کا اثر نہ صرف مسئلہ گناہ ہی پر ختم ہوجاتا ہے ۔ بلکہ مسئلہ نجات پربھی جاکرپڑتا ہے۔

عقل منداں را اشارہ کافی است تمت

باب سوم

سیرت آدم

(١۔) سورہ بنی اسرائیل رکوع ٢ کی آیت ١١ میں مذکورہے وَيَدْعُ الإِنسَانُ بِالشَّرِّ دُعَاءهُ بِالْخَيْرِ وَكَانَ الإِنسَانُ عَجُولاً یعنی دعا کرتا ہے آدمی بُرائی کی۔ دعا کرنا اُسکا اچھائی کا۔ اورہے آدمی جلد باز۔اسکی تفسیریوں ہے۔ کہ آدمی بُرائی کواس طرح مانگتا ہے۔ جیسے بھلائی کواورآدمی جلد باز ہے۔ تفسیرکبیر میں آیا ہے۔ کہ انسان سے مُراد ، نضر بن حارث ہے جو کہتا تھا۔ اے اللہ اگریہ دین قرآن حق ہے تومیری گردن مار۔ اوربعض کفار کہتے ہیں۔ کہ ہم پر عذاب نازل کر۔ ارشاد ہوا۔ آدمی بھلائی کی طرح بُرائی مانگتا ہے۔ اس میں ذکرعادتِ انسانی ہے۔ کہ سختی کے وقت اپنے نفس کوبُرا بھلا کہنے لگتا ہے۔ لفظ عجول کی تفسیریہ ہے کہ جب آدم علیہ السلام کے جسدِ مبارک میں روح آنے لگی۔ ابھی ناف تک روح آئی تھی ۔ کہ آپ نے اٹھنے کا قصد کیا۔ مراد آئت یہ ہے کہ انسان اُن لذائذ کو جوحقیقت میں اُسے مضر ہیں۔ امر مفید وخیرکی طرح طلب کرتا ہے۔ اورغوروتامل نہیں کرتا۔ اوربڑا جلد باز ہے۔ کہ موجودہ راحت ولذت کی طلب میں آنے والی ابدی راحت کا انتظارنہیں کرتا۔ پھر سورہ المعارج میں آیا ہے۔ إِنَّ الْإِنسَانَ

خُلِقَ هَلُوعًا الخ یعنی بے شک آدمی بنایا گیا ہے۔ جلد باز۔ جب اسکو لگتی ہے ۔ بُرائی بے تاب ہے۔ جب لگتی ہے بھلائی منع کرنے والا ہے۔ ابوصالح نے ابن عباس سے روایت کی ہے۔ کہ هَلُوعًا کے معنی ہیں۔ حرام پر حریص ہونا ۔ کہا سعید نے بخیل۔ کہا اکرم نے تنگدل کہا عطیہ نے اور کہا ابن عباس نے هَلُوعًا کی تفسیر اسکا مابعد۔ منوع کے معنی ہیں بڑا منع کرنے والا ۔ پھرسورہ الانبیاء میں ہے خُلِقَ الْإِنسَانُ مِنْ عَجَلٍ پیدا کیا گیا ہے آدمی جلدی سے مفسر اسکی تفسیریوں کرتے ہیں۔ انسان عام ہے۔ آدم اوراسکی تمام اولاد اس حکم میں داخل ہے۔ مگر آئت میں کفار مخاطب ہیں۔ عجل اس میں کلام مختلف ہیں۔ مگرحسبِ رائے صاحبِ تفسیرکبیر اولیٰ یہی ہے۔ کہ کہا جائے کہ انسان جلد بازپیدا ہوا ہے۔ عجلت اسکی خلقت میں ہے۔ تفسیرمعالم میں آیا ہے ۔ کہ جب حضرت آدم کی آنکھ وسر میں روح پھونکی گئی۔ آپ نے جنت کے پھل دیکھے اوراس سے پہلے کہ پاؤں میں روح آئے۔ آپ نے کھڑے ہونےکا عزم کیا۔ توگرپڑے۔ تفسیر معالم میں توآدم کی جلد بازی کا بیان کیاہے۔ پر جلال الدین نے حضرت محمد کی سیرت کا نقشہ اس مقام پریوں کھینچا ہے ۔ کہ آنجناب نے کسی قیدی کواپنی بیوی سودا کے سپرد کیا۔ وہ قیدی چلانے وکراہنے لگا۔ اس پر حضرت کی بی بی صاحبہ کوترس آیا۔ اُنہوں نے اُسے کھول کر آزاد کردیا۔ جب یہ بات حضرت کومعلوم ہوئی ۔ توآپ بڑے غصہ وجذبہ میں آگئے اوراپنی زوجہ کے ہاتھ کٹ جانیکی آرزو کرنے لگے۔ پر فوراً ہی سنبھل بیٹھے۔ اور کہنے لگے ۔ کہ یااللہ میں تومحض انسان ہوں ۔میری لعنت کوبرکت بنائیو۔

قرآن شریف کا یہ بیان ۔ انسان کی کمزورطبیعت کی کافی دلیل ہے۔ اورمفسرین کے بیان سے یہ بھی ظاہر ہے کہ اس کمزوری سے نہ تو حضرت آدم بری تھے۔ نہ پیغمبر اسلام ۔ عجلت اُنکی خلقت وطبعیت میں موجود تھی۔

(۲۔) قرآن میں انسان کی سیرت کا ایک اوربیان درج ہے۔ سورہ الشمس میں آیا ہے۔ فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوَاهَا ۔ یعنی پس الہام کیا اس میں (نفس میں) اسکی بدی اوراسکی پرہیزگاری۔ الہام کے معنی ہیں۔ دل میں ڈالنا۔ خواہ خیر ہو خواہ شر۔ اس مقام پرشک یہ ۔ پیدا ہوتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے فجورکا الہام ہونا یعنی بدکاری کا دل میں ڈالا جانا کیونکر جائز ہے۔ چونکہ خدا کی ذات پاک ہے اس سے بدی کا الہام ہونہیں سکتا۔ مفسرین قرآن نے اس شک کویوں دفع کیا ہے۔ کہ الہام فجوروتقویٰ عطائے نفس ناطقہ وقوتِ مدرکہ ہے۔

جس سے خیروشتر کا امتیاز ہوجاتا ہے۔ بیضاوی نے اس آئت کی یہی شرح کی ہے۔ اوریہ شرح اچھی بھی معلوم ہوتی ہے۔آئت کا مفہوم یہ نہیں ہے۔ کہ انسان کے نیک وبد افعال دونوں منجانب اللہ ہیں۔بلکہ یہ کہ نیک وبد کے جاننے کی قوت اورقبول کرنے یارد کرنے کی قدرت خدا نے انسان کو دی ہے۔

(۳۔) پھرسورہ النساء میں ہے۔ وَخُلِقَ الإِنسَانُ ضَعِيفًا پیدا کیا گیا انسان کمزور۔ اس آئت سے ظاہر ہے۔ کہ انسان خدا کی جانبت سے کمزوربنایا گیا۔ اورپھرسورہ یوسف میں ہے کہ إِنَّ النَّفْسَ لأَمَّارَةٌ بِالسُّوءِ یعنی تحقیق نفس حکم کرنے والا ہے۔ بُرائی کے ساتھ اورپھرسورہ نساء آیت ۱۲۷ میں یہ آیا ہے۔ کہ نفوس انسانیہ میں بخل رکھا گیا ہے۔ چنانچہ لکھا ہے ۔وَأُحْضِرَتِ الأَنفُسُ الشُّحَّ ان آیات سے ظاہر ہے۔ کہ فطرتِ انسان میں بُرائی کی طرف رحجان موجود ہے۔ پران آیات سے یہ صاف نہیں ہوتا کہ کیا فطرت انسان گناہ آلودہ ہے۔

(۴۔) قرآن میں ایسی آیات بھی آئی ہیں ۔ جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ فطرتِ انسان میں نیک وپاک چیزوں کے حاصل کرنے کا مادہ ہے۔ چنانچہ سورہ روم رکوع ۴ میں یوں ذکر ہے۔ پس توا ے محمد ایک طرف ہوکے اپنا منہ دین کے لئے سیدھا کر اللہ کی فطرت وہی ہے۔ جس پر اُس نے آدمیوں کو تراشا ہے۔ اللہ کی پیدائش میں تبدیل نہیں ہوسکتی۔ یہ سیدھا دین ہے۔ لیکن اکثرآدمی نہیں جانتے۔ شائد یہ کہنا صحیح ہوگا۔ کہ یہ خدا کی جانب سے انسان میں روح کے پھونکے جانے کا ضروری نتیجہ ہے۔

قرآن میں ایک اورآئت ہے۔ جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ فطرت انسان میں گناہ نہ کرنے کا مادہ ہے۔ سورہ النساء آیت ۸۵ رکوع ۱۱ میں یوآیا ہے۔وَلَوْلاَ فَضْلُ اللّهِ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَتُهُ لاَتَّبَعْتُمُ الشَّيْطَانَ إِلاَّ قَلِيلاً یعنی اگر نہ ہوتا خدا کا فضل تم پر اوراُسکی رحمت تو ضرورتم شیطان کی پیروی کرتے مگر تھوڑے۔آیت کی پچھلی عبارت سے یہ ظاہر ہے کہ وہ بلا فضل ورحمت الہٰی کے شیطان کے وسوسوں کا مقابلہ کرسکتے ہیں۔ پھر بھی یہ آئت بہت ہی واضح نہیں ہے۔

تعلیم قرآن درباب خطائے انسان

(۵۔)قرآن میں آدم کے گناہ کرنے کا تذکرہ آیا ہے۔ پر بہت ہی مختصر ہے۔ اورصاف نہیں ہے۔ سورہ البقر رکوع ۴آیت ۳۳ میں یہ قصہ یوں بیان کیا گیا۔ اورہم نے آدم سے کہا۔ کہ تومعہ اپنی عورت کے باغ میں رہ اورتم دونوں جہاں سے چاہو۔ محظوظ ہوکے کھاؤ۔ لیکن تم دونوں اس درخت کے پاس نہ جانا۔ کہ تم دونوں ظالم نہ

ہوجاؤ۔ پھر شیطان نے ان دونوں کوباغ سے لغزش دی۔ اوران دونوں کو وہاں سے نکالا۔ اورہم نے کہا تم سب نیچے اُترو۔ ایک دوسرے کے دشمن، ایک خاص وقت تک زمین پر ٹھہرنا۔ اورکام چلانا ہوگا۔ پھرآدم نے اپنے رب سے چند باتیں سیکھیں۔ تب خدا اس پر مہربان ہوا کیونکہ بخشندہ رحیم ہے۔ہم نے کہا تم سب یہاں سے نیچے اتروتمہارے پاس ہدایت آئیگی۔ جوکوئی میری ہدایت کے تابع ہوگا اُنہیں کچھ خوف نہیں۔ اوروہ غمگین نہ ہونگے۔ پھر یہی قصہ سورہ اعراف میں کچھ اضافہ کے ساتھ آیا ہے۔

اس بیان کے متعلق ذیل کی باتیں غورطلب ہیں۔

(ا۔) آزمائش خارج سے آئی۔ نہ کہ انسانی فطرت سے پیدا ہوئی۔

(ب۔)گناہ کرنے کا نتیجہ باغِ عدن سے محروم ہوجانا ۔ اوربنی آدم میں دشمنی کا پیدا ہونا ہوا۔

(د۔)جس وقت آدم وحوا نے گناہ کا وہ تصور جواُن کو پیدا ہوا وہ یہ تھا ۔ کہ ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے۔ قرآن کے بیان کے موافق اُن کویہ خیال نہ ہوا۔ کہ ہم نے خدا کے خلاف گناہ کیا ہے۔ یہ بات سورہ اعراف کے دوسرے رکوع سے ظاہر ہے۔ دونوں بولے اب ہمارے رب ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا۔ اگرتونہ بخشے اورہم پر رحم نہ کرے۔ توہم ریاکاروں میں ہونگے۔

(د۔) قرآن کے بیان کے موافق تعلیم اورمعافی کی ضرورت آدم کیلئے کافی سمجھی گئی ۔ پر اس گناہ اورآدم کی خطا سے انسانی فطرت میں کسی قسم کی خرابی وبربادی کاآنا صاف وواضح نہیں ہے۔اوراسی لئے محض توبہ سے آدم کا کام نکل جاتا ہے۔ اوروہ خدا کی رحمت کا طالب ہوسکتا ہے۔

سچ تویہ ہے۔ کہ گناہ کے اشد درجہ کی خرابی اوراُسکے مکرہ نتائج کا جیسا بیان توریت وانجیل میں آیا ہے۔ قرآن میں نہیں پایا جاتا ہے۔

حصه دوئم

مسئله تخلیق ازروئے وید

مقدمه

زمانه نے کیا کیا انقلاب دکھایا ہے۔ رشیوں کے مت نے کیا کیا پلٹا کھایا ہے۔ مسئله تخلیق بھی زمانه کے اس اُلٹ پھیر میں سسکیاں لے رہا ہے۔ بیداری کا زمانه، اورمذہبی بیداری کا آجانا اوراسکے ساتھ ہی نئی تحقیقات کے دفتروں کا کھل جانا۔ ہم کو رشیوں کے قدموں کے پاس لےجارہا ہے ۔ ہم اس چھوٹے سے رساله میں ہند کے قدیم رشیوں کی صدائے غیبی کوپبلك کے گوش گذار کیا چاہتے ہیں ۔ اوریه پبلك تعلیم یافته روشن ضمیر رشیوں کے چیلے اورویدوں کے عاشق ہمارے احباب آریه سماج ہیں۔ ہم اس تقریر میں ان ہی سے مخاطب ہیں۔ اورانہی کی خاطر ہم اپنے دائره تحقیقات کو اورہندورشیوں کی وسیع نگاه کومحدود کیا چاہتے ہیں۔ اس میں کلام نہیں که ہندکی مذہبی دنیا کی مذہبی کتابیں بہت سی اوربہت طرح کی ہیں۔ اگرفسانه کی ضرورت ہو۔ توپران موجود ہیں۔جس میں قصے وکہانیاں اوردل بہلانیوالی باتیں موجود زمانه کے ناولوں سے کہیں بڑھ کر ہیں۔ اگرشعروسخن وتاریخ کی الجھ پھیر کی تلاش ہو۔ تومہابھارت اوررامائن کسی کے کلام سے کم درجه نہیں رکھتیں۔ اگرعالم حکمت کی سیرمنظورہو تورشیوں کے اکھاڑے میں درشن کرتاؤں کے مباحثے ومناظرے یونان کے حکماء سے گرے ہوئے نظر نہیں آئے۔ان کتابوں کے علاوه ہند کے ذخیره میں اورقسم کی چند کتابیں بھی ہیں۔انہیں سے ہمارے احباب آریه سماجی زیاده محبت والفت رکھتے ہیں۔ اوراُنکو اُپنشد اوروید نام سے دیا کیا کرتے ہیں۔ ان ہردوقسم کی کتابوں میں بھی ہمارے آریه سماجی بھائی امتیاز حقیقی کے قائل ہیں ۔ اُنکے نزدیك وید اوراُپنشد ہم مرتبه وہم پایه نہیں ہیں۔ اگران دونوں میں مطابقت پائی جاتی ہے تووه خوش ہوجاتے۔ پراگر مخالفت آپڑتی ہے۔ تووه اپُنشدوں کوبالائے طاق رکھ دیتے ہیں۔ اورمحض ویدوں پر کفایت کرتے ہیں۔ ہم بھی اُنکی خاطر اپنی تحقیقات کو انہیں کتابوں پر ختم کرینگے۔ اوردورانِ بحث میں صرف ویدوں ہی سے کام لینگے۔

ویدوں کی تشریح

عموماًمعمولی طفل کتب بھی اس سے واقف ہے۔ که وید چار ہیں۔ یعنی رگ،یجر، سام،اتھرون۔ویدوں کے اس مجموعے کے ۲

حصے ہیں۔ جنکو منتر بھاگ اوربرہمن بھاگ کہتے ہیں۔ ویدوں کا وہ حصہ جس میں منتر بھاگ ہیں۔ اِس وید کا سنتھا کہلاتا ہے۔ منتر بھاگ میں مناجاتا ہیں۔

ہرسنہتا کے متعلق اس کے خاص برہمن ہوتے ہیں۔ جن میں خاص کررسومات کی تشریح بیان کی جاتی ہے ویدوں کے تیسرے حصہ کا نام اُپنشد ہے۔ جن کا خالص مضمون عرفانِ الہٰی ہے یہی ہند کے فلسفہ کا منبع ہے۔

آریہ سماج کے نزدیک منتر بھاگ ہی وید ہیں۔ برہمنوں کی نسبت سوامی دیانند یہ فرماتے ہیں۔ کہ وہ ویدوں کے برابر نہیں ہوسکتےکیونکہ وہ منجانب اللہ نہیں ہیں۔ پراگرویدوں کےمطابق ہوں تواُن سے دلیل لائی جاسکتی ہے۔ (دیکھو اگووید بھاشئے بھود کا وید سنہتا) سوامی جی کا یہ دعویٰ جھگڑے کا گھر ہے۔ اُنکی ذاتی رائے ہے پر ہمیں اس سے کچھ واسطہ نہیں ۔ یہ وہ اپنے قدیم رشیوں کے عاشقوں سے نپٹ لیں۔ ہم اُنکے اس دعویٰ کواُن کی خاطرتسلیم کرلیتے ہیں۔ اورمسئلہ تخلیق کی بحث صرف منتر بھاگ کی روشنی میں پیش کرینگے۔

اس منتر بھاگ کے متعلق دونُکتے قابلِ لحاظ ہیں۔

(۱۔) جس اصول کوہم نے قبول کیا ہے۔ اس اصول کومدِنظر رکھ کر ہم سوامی جی کی بحث کا بھی مطالعہ کرنا چاہتے ہیں اورمنتر بھاگ کے علاوہ جوکچھ اُنکی تقریر وتصانیف میں پایا جائیگا۔ ہم اُسے بھی خارج ازبحث سمجھیں گے۔

(۲۔) منتر بھاگ سے فیض اٹھانیکے دوصورتیں نظر آتی ہیں۔

(۱۔) یہ کہ ہم محض سوامی جی کے ترجمہ پر کفایت کریں۔ اور وید کے دیگر مترجموں سے دست بردار ہوں۔ پر انصاف اس کا مقتضی نہیں ہے۔اوروجہ اس کی یہ ہے کہ سوامی دیانند کا ترجمہ بحیثیت ادیب نہیں ہے۔ بلکہ بحیثیت مذہبی لیڈرکیا گیا ہے۔ علاوہ ازیں ان کا ترجمہ بصورت تفسیر ہے۔ اوراس لئے محقق کی تحقیقات میں اسقدر مفید نہیں ہوسکتا۔ جس قدر مفید کہ ترجمے ہوا کرتے ہیں۔ یہ امر ہی محقق کومجبورکرتا ہے۔ کہ دوسری صورت کو بھی بول کرے۔ اورسوامی جی کے علاوہ ویدوں کے مترجم دیسی اور پردیسی بھی ہوئے ہیں۔ جنہوں نے بہ حیثیت ادیب ویدوں کے منتروں کا ترجمہ کیا ہے۔ یوروپ کے مترجم سنسکرت زبان کے علاوہ اوردیگر آریانی زبانوں کے بھی عالم ہیں اوراس معنی میں لفظی تحقیقات پر وہ بمقابلہ سوامی دیانند کے زیادہ حاوی تھے۔

پھرایک بات یہ بھی قابل غور ہے۔ کہ اگرہم محض سوامی دیانند جی ہی کے بھاشئے پر اکتفا کریں۔ توہم ازحد مایوس ہونگے۔ اور وجہ اس کی صاف ہے۔ سوامی جی کا چاروں ویدکا کوئی مکمل ترجمہ اُنکے پیروؤں کے پاس نہیں ہے۔ حتیٰ کہ رگوَوید بھی جوسب سے قدیم وید ہے۔ ادھورا ہی رہ گیا ہے۔

باب اوّل

بحثِ خالق

ہردین ہستی واجب الوجود کا قائل ہے۔ ہرموحد اس ہستی واجب الوجود کے ایک ہونے کا قائل ہے۔ اس واحد ہستی کو وہ خالق جانتا ہے۔ مختلف ادیان نے علیحدہٰ الفاظ اس ہستی کے اظہار کیلئے وضع کئے ہیں۔ الفاظ کی صحت پر اس کے مفہوم کی صحت وخوبی موقوف ہے۔ اگرالفاظ ناقص ہیں۔ تواُسکا مفہوم بھی ناقص ہوگا۔ اگر الفاظ صحیح ہیں۔ تواس کا مفہوم بھی صحیح ہوگا۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس ہستی واجب الوجود کا تصور مختلف ادیان میں کیسا ہے۔ کن الفاظ واسماء میں اُنہوں نے اس تصورکو ادا کیا ہے۔

(۱۔) یہودیوں کے دینی کتب میں ہستی واجب الوجود کا ذاتی نام یہوواہ آیا ہے۔ یہ نام ہی کہہ رہا ہے۔ کہ وہ وجود واجب الوجود ہے۔ اس لئے اس نام کا اطلاق انکی کتابوں میں کسی مخلوق پر نہیں کیا گیا ہے۔ یہ نام خاص اسی کی ذات کا اظہارکرہا ہے۔ اورسب وجود اس نام کے مفہوم سے خارج ہیں۔ انجیل میں اس ہستی واجب الوجود کا تصور لفظ تھیاس سے پیدا کیا گیا ہے۔ یہ یونانی زبان کا لفظ

ہے۔اوریونانیوں کے دیوتا بھی اسی نام سے تعبیر کئے جاتے تھے۔ انجیل کے مصنفوں نے اس لفظ کو ذاتِ باری تعالیٰ کیلئے استعمال کیا۔ لیکن اس کے مشترک معنی کا علاج کیا۔ تاکہ مفہوم میں نقص نہ پیداہو اورکوئی اورعزوجود اس ذات غیر مشترکہ میں شریک نہ ہوجائے۔ اُنہوں نے زندہ اورحقیقی معبود کو ہے تھیاس کہا۔ اوراسکی رعایت اُنہوں نے دیگر الفاظوں سے بھی کی قرآن میں اس ہستی کا نام اللہ بتایاہے۔ اوریہ نام قرآن کے ورقوں میں کسی غیر معبود سے منسوب نہیں کیا گیا۔

اس ساری تحقیق سے یہ ظاہر ہے کہ ان ادیان اوراُکی کتب میں خدا کے نام یہوواہ اورہے تھیاس اوراللہ کسی غیر خدا کیلئے نہیں آئے ہیں۔

ویدوں میں خدا کے نام

(۲۔)اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ ویدوں میں اس ہستی واجب الوجود کا ذکرکن ناموں سے کیا ہے۔ اورکیا وہ ایسے نام ہیں۔ جن سے صرف ذات الہٰی ہی کااظہارہوتا ہے۔ اورغیر خدا کا خیال خارج ہوجاتا ہے۔

دیو

ویدوں میں خدا کیلئے یہ نام بہت دفعہ آیا ہے۔ سارا وید اس لفظ سے بھرا پڑا ہے۔ سنسکرت زبان میں دوچمکنے کو کہتے ہیں اوربلحاظ اپنے معنی کے اس ذات واجب الوجود کے شایاں تھا۔ کیونکہ لفظ دیو اسی لفظ دِو سے مشتق ہے۔ پر یہ نام اس ہستی واجب الوجود کا کماحقہ اظہارنہیں کرتا۔ ہم اپنے اس دعوی کی دلیل وید کے چند مقامات سے پیش کرتے ہیں۔

(۱۔) خدا ایک ہے۔ پرویدوں میں دیو کوئی ایک ہیں۔ بے دیو دِوِی ایکادش ستھہ پرتھی ویام وغیرہ رگوید منڈل اسوکت (۱۳۹) منتر۔

اس منتر میں دیووں کی تعدا دیوں بتائی گئی ہے کہ گ یارہ پرتھوی پر اورگیارہ آسمان پر اورگیاہ پانی میں ہیں۔

(۲۔) ویدوں میں دیو کی دیوی یا بیوی کا ذکرآیا ہے۔ پتنی وتہ ترنگ شتم ترن چدیوان وغیرہ رگویدمنڈل ۳ سوکت ۲ منتر۹ اس منتر میں اگنی دیو سے یہ دعا کی جاتی ہے۔ کہ ۳۳ دیووں کومعہ اُنکی پتنیوں (بیویوں) کے خوش کرو۔

(۳۔) پھر ویدوں میں دیو کے بڑے اورچھوٹے اورجوان اور بڈھے ہونے کا ذکرآیا ہے۔

رگوید منڈل اسکوت ۲۷ منتر ۱۳ نمد مہت بھیہ نمہ اربھہ کے بھیہ نمہ یبھہ بھیہ نمہ آشینے بھیہ وغیرہ۔

(۴۔) پھران مراتب کے خلاف بھی وید میں یہ ذکرآیا ہے۔ کہ دیو نہ چھوٹے ہیں۔ نہ جوان وہ سب بڑے ہی ہیں۔ رگوید منڈل ۸ سوکت ۳۰ منتر میں ہے۔ نان ہی واستی اربھکئے دیواسہ نہ کمارکہ وغیرہ۔

(۵۔) ویدوں میں دیووں کے ماں باپ کا بھی ذکرآیا ہے۔ دیوا نام ماتا رگوید منڈل اسوکت ۱۱۳ منتر۱۹ پھر دیوانام پترم رگوید منڈل ۲ سوکت ۱۳۶ منتر۱۳۔ پھر رگوید منڈل ۱۰ سوکت ۲۷ منتر ۵ میں خود دیووں کی پیدائش کا ذکر بھی آیا ہے۔ تام دیوا اتواجاینت جس سے ظاہر ہے کہ ادتی کے بعد دیو پیدا ہوئے۔ پھر رگوید منڈل ۱۰ سوکت ۶۳ منتر ۲ سے ظاہر ہے۔ کہ دیوادتی سے پانی سے اورزمین سے پیدا ہوئے۔ پھر رگوید منڈل ۱۰ سوکت ۱۲۹ منتر۶ سے ظاہر ہے۔ کہ دیوتخلیق عالم کے بعد پیدا ہوئے۔ اوراس لئے وہ تخلیق عالم سے ناواقف رہے۔ اس ساری تحقیق کا نتیجہ بہت ہی صاف ہے۔ اوروہ یہ ہے کہ ویدوں کا دیوہستی واجب الوجودیعنی خدانہیں ہوسکتا۔

اگنی واندر

وید کے کئی مقاموں میں اگنی اوراندرکوخالق بنایا ہے۔ مثلاً رگوید منڈل ۱سوکت ۶۸ منتر ۵ میں اگنی دیوآسمان اورستاروں کا بنانے والا بتلایا گیا ہے۔ پھر رگوید منڈل ۲ سوکت ۷۴ منتر۴ میں اندر آسمان وزمین کا خالق بتلایا گیا ہے۔ اب غورطلب امر یہ ہے کہ کیا اگنی اوراندرویدوں کے ۲ مشہوردیو وہ ہستی واجب الوجود ہیں۔ جنہیں موجد خدا کہتا ہے۔ ویدوں کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اگنی واندرموحد کا خدانہیں ہوسکتا ہے۔

یہ بات ذیل کے منتروں سے صاف ہوجاتی ہے۔

رگوید میں اگنی کا بیان

(۱۔) اگنی کی پیدائش کا ذکر رگوید منڈل ۲سوکت ۷ منترا میں یوں آیا ہے۔ جنینت دیوا۔ جس سے ظاہر ہے کہ دیواس کے خالق ہیں۔پھر رگوید منڈل سوکت ۶۰ منترا میں پھر رگوید منڈل ۱سوکت ۱۴۰ منتر۲ میں۔ اورپھر رگوید منڈل ۱سوکت ۱۴۹ منتر۴، ۵ میں یہ

لفظ پایا جاتا ہے۔ اس س ظاہر ہے کہ وید اگنی کی پیدائش کا قائل ہے۔

پھر اگنی کی پیدائش وید میں ان الفاظ سے ظاہر کی گئی ہے دوئی جنمن رگوید منڈل ۱سوکت ۶۰ منترا دوئی ماتا رگوید منڈل ۱سوکت ۳۱ منتر ۲ ۔ بھورجنما رگوید منڈل ۱۰ سوکت ۵ منترا۔ وید میں اسی پیدائش کے متعلق یہ کہا گیا ہے ۔ کہ توشتر کی ۱۰ جوان لڑکیوں نے اُسے پیدا کیا۔ رگوید منڈل ۱سوکت ۹۵ منتر۲۔

رگوید میں اندر کا بیان

(۱۔) مثل اگنی کے اِندر کی بھی پیدائش کا ذکر وید منتروں میں ہے۔ پرش سوکت میں یہ ذکر آیا ہے۔کہ اِندر اوراگنی پرش کے منہ سے پیدا ہوئے۔ اوررگوید منڈل ۴سوکت ۱۷ منتر ۱۲ میں اس کے ماں اورباپ کا بھی ذکر آیا ہے۔

(۲۔) اِندر کی بیوی۔ رگوید میں اندر کی بیوی سب عورتوں میں خوش قسمت کہلاتی ہے۔ اس خیال سے کہ اس کا شوہر بڈھا ہوکر نہ مرے گا۔ رگوید منڈل ۱۰ سوکت ۸۶ منتر۱۱، ۱۲ اس تحقیقات کا نتیجہ صاف ہے۔ اوروہ یہ ہے ۔ کہ اگنی اوراندر خالق نہیں ہوسکتے ہمارے آریہ سماجی بھائی بھی نہ خدا کے جنم لینے اورنہ اُس کے ماں باپ بیوی ہونے کے قائل ہیں۔ لہذا اُن کے اصول کے موافق بھی اگنی واندرویدوں کے مشہوردیو نہ خدا ہیں۔ اورنہ خالق۔

(۳۔) وِشوکرمن۔ ویدوں کے رشی دیوتاؤں کے خالق ہونے سے راضی نہیں نظر آتے۔ اوراسلئے اُنہوں نے خالق کا ایک دوسرا پتہ رگوید کے پچھلے منڈل میں دیا ہے۔ اوراس دنیا کے بنانے والے کوشوکرمن بتایا ہے۔ اس لفظ کے معنی ہیں۔ سب چیزوں کا بنانے والا ۔ یہ کہنا غلط نہ ہوگا۔ کہ قدیم رشیوں کا تصور خدا بتدریج تبدیل ہوتا گیا۔ اورشوکرمن کا نام اس بات کی دلیل ہے ۔ کیونکہ رگوید منڈل وسوکت ۸۷ منتر۲ میں آیا ہے کہ وشوکرمن اندر کا پہلے ایک نام تھا اس کے متعلق ۲باتیں اس وقت پیش کی جاتی ہے اورآگے چل کر ان سوکتوں کی پوری بحث کی جائیگی۔ جن میں وشوکرمن کے پیدا کرنے کا ذکرآیا ہے۔ وہ دوباتیں یہ ہیں۔

(۱۔) نروکت میں رگوید منڈل ۱۰ سوکت ۸۱ کے متعلق شوکرمن بھون کا بیٹا بتلایا گیا ہے۔

(۲۔) اتھرون وید منڈل ۱۳سوکت ۱میں یہ لکھا ہے کہ روہت نے آسمان وزمین کو پیدا کیا۔ اُس نے اپنی قوت سے آسمان وزمین کو قائم کیا۔ اس سے فضا سمبھالا گیا۔ اُس سے آسمان ۔ اس سے دیوتاؤں

نے بقاکوحاصل کیا۔ روہت پیدا کرنے والا ہے۔ اوریگیہ کا منہہ ہے۔ روہت کو میں اپنی نذر آواز سے کان سے اور دل سے چڑھاتاہوں۔ روہت کے پاس دیوتے خوشی سے جاتے ہیں۔ اور روہت نے وشوکر من کویگیہ چڑھایا۔ یہ آخری فقرہ قابلِ غور ہے۔ رگوید کے اوراتھروں وید کے بیان میں یہ ایک عجیب سی الجھن نظر آتی ہے۔

(۴۔) ہرنئے گربھ۔ یہ نام بھی ویدوں میں خالق کیلئے آیا ہے ہم اس کی پوری بحث آگے چل کر لکھیں گے۔ اس موقعہ پر اتناہی کہنا کافی ہے کہ ہرنئے گربھ کی شان میں دو الفاظ سمورسور (ورت ہونا) اورجاتاہ (پیدا ہونا) آئے ہیں۔ کہ جس سے اُسکا وجود میں آنا معلوم ہوتا ہے۔ ناظرین خودہی غورکرلیں۔ کہ یہ نام کہاں تک خدا کیلئے زیبا ہے۔

(۵۔) برھم۔ خدا کا یہ نام قدیم رشیوں کی تصانیف میں اکثر آیا ہے عموماً اُپنشد اس سے بھرے پڑے ہیں۔ اورکئی اعتبار سے یہ نام ہستی واجب الوجود کے لائق بھی ہے۔ پرویدوں کا معلم اس سے خوب واقف ہے۔ کہ رگوید کا کوئی سوکت برھم سوکت نہیں ہے۔ ویدوں کے ہرسوکت کا کوئی نہ کوئی دیوتا بتایا جاتا ہے۔پراس کا کوئی سوکت ایسا نہیں ہے۔ جسکا دیوبرھم ہو۔ اگنی اوراندر اور وایو اورسورئے اور دُرون تودیوتا تھا ہی پر پانی اورسوم لتا اور گھوڑے اورمینڈک تک سوکتوں کے دیوتا مانے گئے ہیں۔حیرت کا مقام ہے کہ کسی سوکت کا دیوتا برھم نہیں بتایا گیا۔ رگوید میں لفظ برھم کئی مرتبہ آیا ہے ۔پر اس سے خدا مراد نہیں ہے ۔ بلکہ ان مقامات میں برھم کے معنی دعاء کے ہیں۔ کم ازکم ۲۷ ایسے مقامات ہیں۔ جہاں اس لفظ کے یہی معنی ہیں۔ (رگوید منڈل ۶ سوکت ۶۹منتر۷) میں رشی کہتا ہے۔ کہ میرے برھم کوسنو۔ اپنشدوں اوردرشتو میں برہم خداکا نام توپا یا جاتا ہے ۔ پر ستہتا میں اس کا اس معنی میں نہ پایا جاتا محقق کومایوس کرتا ہے۔

باب دوم

خلقت

بائبل مقدس نے جب خلقت کی کل چیزوں کے مجموعہ کا ذکرکرنا چاہا۔ تودولفظوں سے ادا کیا۔ یعنی آسمان زمین۔ اس کتاب کے شروع ہی میں یہ فقرہ آیا ہے۔ کہ ابتدا میں خدا نے آسمان وزمین کوپیدا کیا۔ جس سے یہ مراد ہے۔ کہ اُس نے کل کائنات پیدا کی۔ ہم اسباب میں آسمان وزمین کا وہ بیان لکھا چاہتے ہیں جورگوید کے رشیوں نے کیا ہے۔

(۱۔) رگوید میں دوالفاظ بارہا آئے ہیں۔ (۱۔) دیاوس (۲) اور پرتھوی ۔ رگوید منڈل ۱ کا ایکسوساٹھواں سوکت خاص انہیں کے متعلق لکھا گیا ہے۔ اس مقام پر رشی کہتے ہیں ۔ کہ یہ آسمان وزمین سبھوں کوخوشحالی دیتے ہیں۔ خطہ کے سنبھالنے والے پاکیزہ اوردانا۔ دوگولے بہت اچھے ان دیویوں کے درمیان سورج دیو مقرری تعداد سے روا ہوتا ہے۔

بہت ہی پھیلے ہوئے۔ بڑے جوگھٹتے نہیں باپ ماں سب چیزوں کی حفاظت کریں۔

ہنرمند دیووں میں سب سے ہنرمند وہ ہے۔ جس نے یہ دو دنیا بنایا۔ جوسب کیلئے خوشحالی لاتے ہیں۔ جس نے بڑی حکمت سے ان دونوں خطوں کوپھیلایا۔ اورستونوں سے قائم کیا جوکبھی ضائع نہ ہونگے۔

اے آسمان وزمین ممدوح ہمیں عنایت کرو۔ اے بڑے جوڑے بڑی حشمت وقدرت اس سوکت سے کئی باتیں معلوم ہوتی ہیں)۔

(۱۔) آسمان وزمین مخلوق ہیں(۲۔) یہ دیوی بھی کہلاتی ہیں۔ (۳۔) رشی اُن سے مخاطب ہوکردعا کرتا ہے کہ ہمیں حشمت وقدرت عطا فرماؤ۔ تاکہ ہم اورمخلوقات پر حاوی ہوں(۴۔) یہ پتا اور ماتا کہلاتے ہیں یعنی باپ اورماں۔ ان کا یہ نام رگوید کے اورمقاموں میں بھی باربارپایا جاتا ہے۔ چنانچہ دیکھو رگوید منڈل ۱۱سوکت ۸۹ منتر۴سوکت ۹۰ منتر۷ سوکت ۱۵۹ منتر۱۲ سوکت ۱۶۰ منتر۲سوکت ۱۸۵ منتر۱۱ وغیرہ۔

(۵۔) رگوید کے اورمقاموں میں بھی ان سے استدعا کی گئی ہے۔ مثلاً رشی کہتا ہے۔ ہے آسمان باپ اورہے زمین ہماری بے ریا

ماں۔ ہے اگنی بھائی ہے بسو ہم پرمہربان ہو۔ رگوید منڈل ۶سوکت ۵۱ منتر۵۔

(۲۔) آسمان وزمین نه صرف بنی آدم کے ماں باپ بتلائے جاتے ہیں ۔ بلکه دیووں کے بھی والدین قراردئیے جاتے ۔ اسی لحاظ سے رگوید کے بہت سے مقامات میں ان کا نام دیو پُترے (جسکے بیٹے دیوہوں) آیا ہے۔ مثلاً رگوید منڈل اسکوت ۱۰۶۔ منتر۳ سوکت ۱۵۹ منتر۔

رگوید کے منڈل ۱سوکت ۱۸۵ منتر۲ میں اُنکے لئے جانتری لفظ آیا ہے۔ جسکے معنی ہیں۔ والدین ۔ اس سوکت میں باربار یه دعا کی جاتی ہے۔ که ہے آسمان وزمین ہماری خطره سے حفاظت کیجئے۔ رگوید منڈل ۱۰ سوکت ۲ منتر۷ میں لکھا ہے که دیو اگنی کے پیدا کرنے والے تین ہیں۔ آسمان وزمین اورپانی اورتوشٹر۔

(۳۔) الف۔ آسمان وزمین مخلوق ہیں۔ اندر کے باره میں لکھا ہے ۔ که وه اُنکا بنانے والا ہے۔ رگوید منڈل ۶سوکت ۶ منتر۵ پھر لکھا ہے۔ اوراُس نے اُنہیں اپنی حکمت وہنر سے بنایا ہے۔ رگوید منڈل ۱سوکت ۲۹ منتر۶ پھر یه لکھا که۔ اوروه اُنہیں اپنے ہاتھ سے تھامے ہوئے ہے۔ رگوید منڈل ۱۴سوکت ۳۰ منتر۵ اورچمڑے کے موافق اُس نے اُنہیں پھیلادیا ہے۔ رگوید منڈل ۸ سوکت ۶ منتر۵۔

(۲۔)آسمان وزمین کے خالق دیگر دیوتا بھی بتلائے گئے ہیں۔ مثلاً سوم اورپوشن رگوید منڈل ۱۰ سوکت ۴۰ منتر۱۔ پھر دھاتری بھی اُن کا خالق بتلایا گیا ہے۔ رگوید منڈل ۱۰ سوکت ۱۹۰ منتر۳ پھر پُرشن کے سر اورپاؤں سے آسمان اوزمین کی پیدائش بھی بتلائی گئی ہے۔ رگوید منڈل ۱۰ سوکت ۹۰ منتر۱۴۔

(۴۔) ویدوں میں آسمان بعینه جمع بھی آیا ہے۔ مثلاً رگوید منڈل ۱سوکت ۱۴۶ منتر۱۔

(۱۔) میں رشی یه کہتا ہے ۔ که میں ۳ سر والے اور، شعاع والے اگنی کی تعریف کرتاہوں۔ اسکی جس نے روشن آسمانوں کو بھررکھا ہے۔ (دِوَہ رُوُچنا)۔

(۲۔)پھرویدك رشیوں کے خیال میں آسمانوں کی تعداد ۳ بتلائی گئی ہے۔ مثلاً رگوید منڈوں ۱سوکت ۱۰۲ منتر۸ میں تین زمین اورتین روشن آسمان کا ذکر آیا ہے۔ اسی طرح رگوید منڈل ۲سوکت ۲۷ منتر۹ میں یه کہا گیا ہے۔ که ادتی تین روشن آسمانوں کو تھانبے ہوئے ہے۔

(۴۔)پھررگوید کے رشیوں کے خیال میں دیووں کا مقام یہ تین روشن آسمان ہیں۔ دیکھو رگوید منڈل ۱سوکت ۱۰۵۔ منتر ۵۔ جہاں رشی یہ کہتا ہے ۔ کہ ہے دیوجنکا مقام تین روشن آسمان ہیں۔ تم کس کو حق اورکس کو ناحق سمجھتے ہو۔ پھروید کے ایک مقام سے ظاہر ہے کہ آسمان فضا سے علیحدٰہ ہے۔ اسکا بہت ہی صاف ذکر رگویدمنڈل ۸ سوکت ۹۷ منتر۵۔ میں آیا ہے۔ جہاں اِندر کی نسبت یہ کہا جاتا ہے ۔ کہ خواہ وہ روشن آسمان میں ہو۔ یاسمندر میں یا زمین کے کسی مقام پر یا فضا میں ہو۔ توہمارے قریب آ۔ اس مقام پر دوخاص علیحدٰہ لفظ آئے ہیں۔ (۱۔) رُوچنے دِوَہ (۲۔) انترمیکش جس سے ظاہر ہے ۔ کہ ان ہردومیں امتیازحقیقی ہے۔

(۵۔) رشیوں کی پوچھ پاچھ۔ آسمان وزمین کی ابتدا کے متعلق رشیوں کی پوچھ پاچھ نہایت ہی دل بہلانے والی ہے۔ رگوید منڈل ۱سوکت ۱۸۵ منترا میں پریشان رشی یہ پوچھ رہا ہے۔ کہ آسمان پہلے پیدا ہوا یا زمین پہلے پیدا ہوئی ۔ اوراُن کی پیدائش ہوئی توکیونکر ہوئی۔ اے دانا کیااسکی کسی کوخبر بھی ہے۔ اس کا جواب منڈل ۷سوکت ۳۴ اورمنتر۲ میں رشی دیتا ہے کہ آسمان وزمین کی پیدائش کے مقام کا علم پانیوں کوہے۔ اورپھر ایک اوردانارشی یہ دریافت کررہا ہے۔ کہ وہ کون سا جنگل تھا۔ اوروہ کون سادرخت تھا۔ جس سے اُنہوں نے آسمان وزمین کوبنایا۔ اوریہ سوال بتکرارمنڈل ۱۰ سوکت ۸۱ منتر۴ میں بھی آیا ہے ۔ اوراسی سوکت میں یہ بتلایا گیا ہے ۔ کہ ان کا بنانے والا وہی اکیلا دیو وشوکرمن ہے۔ جس کے ہر طرف آنکھیں ہی آنکھیں ۔ صورت ہی صورت ۔ بازو ہی بازو اورپاؤں ہی پاؤں ہیں۔ اورجوآسمان وزمین کو بناتے وقت اپنے بازواورپنکھ سے دھونکتا ہے۔ انکی پیدائش کا ایک اوربیان نہایت ہی گد گدانے والا رگوید منڈل ۱۰ سوکت ۷۲ میں یہ آیا ہے۔ کہ دیوتا جب ایک دوسرے کوچپٹے ہوئے کھڑے تھے۔ تواُن کے چرنوں سے نچنیوں کا ساگردوغبار اٹھنے لگا۔ جنکے ذروں سے معلوم پڑتا ہے۔ کہ زمین بنی اورسورج اوپر لایا گیا ۔ جوسمندرمیں چھپا ہوا تھا۔ شتھ پتھ برہمن کا لکھنے والا یہ بتلاتا ہے کہ زمی مخلوقات میں اول پیدا کی گئی ۔ اورتیریہ برہمن (۲۔ ۸۔ ۹) میں رشیوں کے سوال کا جواب یہ دیا گیا ہے کہ برھم وجنگل تھا اوربرھم وہ درخت تھا۔ جن سے آسمان وزمین بنائی گئی ۔ اوراتھروں وید ادھیائے ۱۲سوکت منتر۶ میں یہ بیان آیا ہے۔ کہ وشوکرمن زمین کی تلاش میں نکلے۔ جوکسی رقیق میں سما گئی تھی۔ پرانوں کے فسانے جوزمین کے غرقاب ہونے کے متعلق ہیں۔ یہیں سے گڑھے

گئے ہیں۔ پر اس لئے کہ ہم صرف ویدوں سے کام لے رہے ہیں۔ ان کا ذکر اس موقع پر خارج ازبحث ہے۔

ویدک رشیوں کی گہری نگاہ جب مسئلہ تخلیق کی تحقیق کرنے لگی۔ توعدم ووجود کا فلسفہ اُنکے مدنظر تھا۔ اوروہ اس پوچھ پاچھ میں لگے تھے۔ کہ اس خلقت کا مبدا ہے؟ توکیا ہے؟

یہ تونہایت ہی موٹی اورروشن بات ہے۔ کہ ہرشے کا مبداء عقل کونہایت ہی الجھانے والا ہوا کرتا ہے۔ اوراسلئے ہمیں رشیوں کی الجھ پھیر سے کچھ تعجب نہیں ہوتا۔ اُنہوں نے خفقت کے مبداء کی تلاش کی۔ اوران کا ایک رشی یہ جواب دیتا ہے۔ کہ خلقت کی ابتدائی حالت نہ وجود ہے نہ عدم ہے۔ نہ ست ہے۔ نہ است ہے۔ (رگوید منڈل ۱۰ سوکت ۱۲۹)۔ اسکی مفصل بحث ہم آگے لکھیں گے۔ اس موقعہ پر صرف اتنا ہی کہہ دینا کافی ہوگا کہ ویدک رشیوں کوخود اپنے ہی بیان سے تسلی وسیری نہیں ہوئی ۔ اورنہ یہ مسئلہ اُنکے ذہن میں صاف تھا۔ یہی وجہ ہے۔ کہ وہ کبھی خالق کومخلوق اورمخلوق کوخالق بتلا رہے ہیں۔ اوراپنے سارے بیان کو مخلوط ومشکوک کررہے ہیں اورویدوں کے متعلم کومایوس ہی چھوڑے جارہے ہیں ۔

باب سوئم

انسان کی پیدائش

ہم اس باب میں ابوالبشر کا ذکر کیا چاہتے ہیں۔ توریت وقرآن کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بنی آدم کسی اول انسان سے پیدا ہوئے ہیں۔ جس کا بیان ان کتابوں میں آدم نام سے کیا گیا۔ اوراسکی اول پیدائش کا ذکر واضح طورپرآیا ہے۔

ویدوں کے قدیم بھاگ سنہتا میں اس قسم کا بیان ہمیں کہیں نہیں ملتا۔ پرہمیں منتروں سے ایسے اشارے معلوم ہوتے ہیں۔ جن سے یہ پتہ لگتا ہے۔ کہ قدیم رشیوں کے خیال میں تمام بنی آدم کا اول باپ منو تھا۔

منوابوالبشر

رگوید میں ۲ قسم کے منتر آتے ہیں۔ جن میں منو کا ذکر ہوتا ہے۔ اول ایسے منتر ہیں۔ جن میں وہ پتا (باپ) کہلاتا ہے۔ اوردوئم وہ منتر ہیں۔ جن میں وہ مذہبی رسوم کا جاری کرنے والا بتلایا جاتا ہے۔

اول قسم کے منتر

رگوید منڈل ۱ سوکت ۸۰ منتر۱۶ میں مُنش پتا یہ لفظ آئے ہیں۔ پھر رگوید منڈل ۲ سوکت ۳۳ منتر ۱۳ میں منو نہ صرف باپ کہلاتا ہے۔ بلکہ وہ ہمارا باپ کہلاتا ہے۔ (منوپتانہ) ہمارا باپ منو۔

پھر رگوید میں ایسے منتر آئے ہیں۔ جن میں بنی آدم منو کی اولاد کہلاتے ہیں۔ مثلاً رگوید منڈل ۱ سوکت ۶۸ اورمنتر ۴ میں یہ کہا جاتا ہے۔ کہ اگنی منو کی نسل میں رہتا ہے۔ پھر رگوید منڈل ۶ سوکت ۱۴ منترمیں یہ کہا جاتا ہے کہ منو کے لوگ قربانی میں اگنی کی تعریف کرتے ہیں۔

ان منتروں سے ظاہر ہے کہ رگوید کے رشی منو کو اپنی قوم کا پتا اورقوم کواسکی اولاد جانتے ہیں۔

دوئم قسم کے منتر

جن سے ظاہر ہے کہ منو مذہبی رسوم اورعبادت کا بانی تھا۔ مثلاً رگوید منڈل ۱ سوکت ۳۶ منتر۱۹ میں آیا ہے۔ کہ ہے اگنی منو نے تجھے قوموں کا نور مقرر کیا ہے۔ پھر رگوید منڈل ۵ سوکت ۲۱ منتر۱ میں آیا ہے۔ اگنی ہم منو کے موافق تجھے رکھتے ہیں۔ہم منو کے موافق تجھے سلگاتے ہیں۔ پھر رگوید منڈل ۷ سوکت ۲ منتر۲ میں ہے۔ منو کے موافق ہم ہمیشہ اگنی قربانی کی پوجا کریں۔ جومنو سے سلگا یا گیا تھا۔

اسکے متعلق یہ بھی یادرکھنے کی بات ہے۔ کہ رشیوں کے خیال میں محض منو ہی نہیں۔ بلکہ اورشخص بھی قربانی کے قدیم جاری کرنے والے تھے۔ مثلاً ویدوں میں اتھرون کا بھی ذکر آیا ہے۔ کہ وہ اول شخص تھا۔ جواگنی کو لے آیا۔ اورجس نے قربانی کوجاری کیا۔ رگوید منڈل ۱ سوکت ۸۳ ومنتر ۵ میں دیکھو۔ پھر اتھرون کے علاوہ بھرگو بھی مذہبی عبادت وقربانی کا مُوجد بتلایا جاتا ہے۔ دیکھو رگوید منڈل ۱ سوکت ۵۸ منتر۶۔

چارجاتیوں (ذاتوں) کی پیدائش

بنی آدم کی تقسیم رشیوں کے خیال میں چارجاتیوں پر کی گئی۔ یعنی برہمن ،چھتری، ویش ،شودر، اوراُنکی پیدائش کا ذکر رگوید کے مشہور پُرش سوکت میں کیا گیاہے۔ اس مقام پر رشی یہ سوال کرتا ہے۔ کہ جس وقت دیووں نے پُرش کے حصے کئے تواُسکا منہ کیا تھا؟ اوراُسکے بازو اورجانگھ اورپاؤں کیا تھے؟ اس سوال کا جواب رشی

خود ہی یوں دیتا ہے۔ کہ برہمن اسکا منہ تھا۔ اور راجنئے اُس کا بازوبنا۔ اوردیش اس کا جانگھ تھا۔ اورشودراُسکے پاؤں سے نکلا۔

پُرش سُوکت اورسوامی دیانند سرستی

سوامی دیانند سرسوتی بانی آریہ سماج اپنے رگوید بھاشئے بھونکا میں اس سوکت کی شرح کرتے ہیں۔ اوراس مقام کے متعلق وہ یہ تحریر فرماتے ہیں۔ کہ اس پرُش کے مکھ ارتھات مکھ گنوں سے اس سنسارمیں کیا اُپتن ہوا ہے۔

بل ۔ بیرج۔ شُورتا۔ اوریُدھ آدِ ودیا گنوں سے اس سنسارمیں کون پدارتھ اُپتن ہوا ہے۔ بیوپارآدِ مدھم گنوں سے کسکی اتپتی ہوئی۔ مورکھ بن آد نیچ گنوں سے کسکی اُپتی ہوئی۔ ان چارپرشنوں کے اُتر یہ یہ ہیں۔ کہ اس پُرش کی آگیا کے انوسارجوودیاست بھاشن آد اُتم گن اور سریشٹھ کرموں سے برہمن درن اتپن ہوتا ہے۔ وہ مکھ کرم اورگنوں کے سہت ہونے سے منشیوں میں اُتم کہا تاہے۔ اورایشورنے بل پر اکرم آدپورواوکت گنوں سے یکت چھتری ورن کواپتن کیا۔ کھیتی۔ بیوپار اورسب دیشوں کی بھاشاؤں کوجاننا تتھا پشو پالن آدم مدھم گنوں سے دنیش برن سدھ ہوتاہے۔ اورجیسے پگ سب سے نیچ انگ ہے۔ ویسے مورکھتاآد نیچ گنوں سے شودرورن سدھ ہوتا ہے۔

سوامی جی کی شرع پرہمارااعتراض

سوامی جی پُرش کے مکھ یعنی منہہ اُسکے مکھ گنوں یعنی خاص اوصاف مراد لیتے ہیں۔ پرسوامی جی یہ نہیں بتلاتے کہ وہ مکھ گن کون سے ہیں۔

(۲۔) لفظ اورویعنی جانگھ کی شرح وہ مدھم گنوں یعنی درمیانی اوصاف سے کرتے ہیں۔ شائد یہ خیال ان کو اتھرون وید کے پُرش سوکت سے پیدا ہوا ہوگا۔ کیونکہ وہاں لفظ ارو کے عوض لفظ مدھیم آیاہے۔ ہمیں تعجب ہوتاہے۔ کہ کس اصول پر خدا کی صفات میں خاص اوراوسط اوصاف کا امتیازقراردیا گیا۔

(۳۔) سوامی جی خدا میں نہ صرف خاص اوراوسط اوصاف کے قائل ہیں۔ بلکہ نیچ گنُ یعنی ادنیٰ صفتوں کے بھی قائل ہیں۔ اوراُن ادنیٰ صفتوں میں سے بقول سوامی۔ مورکھ پن یعنی جہالت خدا کی ایک صفت ہے۔

خدا میں جہالت؟ کیا یہ جائے حیرت ہے؟ یاندامت؟

یجیروید اورتخلیق

یجروید ادھیائے ۱۴ میں تخلیق کا بیان یوں آیا ہے۔ ترجمہ منتر پرجاپتی نے ایک کی (آتما) استتی کی۔ اس سے سب زندہ چیزیں

پیدا ہوئیں۔ پرجاپتی اُنکے سوامی ہوئے۔ اُس نے تین کی ستتی کی تین سے مراد پران ۔ ادان۔ دیان) برہمن جاتی پیدا ہوئے برھمنسپتی اُنکے سوامی ہوئے۔ اُس نے پانچ (پانچ پرانوں سے) سے استتی کی اس سے نیچ بھوت (پانچ عناصر) پیدا ہوئے۔ بھوتانم پتی اُنکے سوامی ہوئے۔ اُس نے سات سے ستتی کی۔ .۷ رشی پیدا ہوئے دھاتااُنکے سوامی ہوئے۔ اُس نے ۹ سے ستتی کی (یعنی شریر کے ۹ دوارسے) پترگن پیدا ہوئے۔ ادبی اُنکے سوامی ہوئے۔ اُس نے ۱۱سے ۱ ستتی کی (.۱ پران ۱آتما) موسم پیدا ہوئے۔ آرتواُنکے سوامی ہوئےاُس نے ۱۳ سے استتی کی(.۱ پران + ۲پاد+ ۱آتما=۱۳) اُن سے مہینے پیدا ہوئے۔اوربرش ان کا سوامی ہوا۔ اُس نے ۱۵ سے استتی کی (.۱ ہاتھ کی انگلی ۲+ ہاتھ + ۲ بازو انا بھی آدھا حصہ = ۱۵)۔ چھتری پیدا ہوئے۔ اِندران کا سوامی ہوا۔ اُس نے ۱۷ سے استتی کی (.۱ ہاتھ کی انگلی ۲ جانگھ + ۲ جانور۲+ پاؤ۱انا بھی کا آدھا حصہ ۱۷)۔ ان سے جانوروں کی پیدائش ہوئی ۔ برھپستی اُنکے سوامی ہوئے اُس نے ۱۹ سے استتی کی (.۱ ہاتھ کی انگلی + ۹ پران) اس سے شودراورآریا پیدا ہوئے۔ دن رات اُنکی سوامی ہوئی۔ اُس نے ۲۱ سے استتی کی (.۲ ہاتھ وپاؤں کی انگلیاں ۱آتما) ایک کھروالے جانور پیدا ہوئے ۔ ورون اُنکا سوامی ہوا۔ اُس نے ۲۳ سے استتی کی (.۱۲ انگلیاں ۲ چرن ۔۱ آتما= ۲۳)۔اس سے چھوٹے جانور پیدا ہوئے۔ پُوشن(Pushon) اُنکا سوامی ہوا۔ اُس نے ۲۵ سے استتی کی (.۲ انگلی ۔ ۲ پاؤں + ۲ ہاتھ + ۱ آتما = ۲۵)۔ جنگلی جانورپیدا ہوئے ۔ وایوان کا سوامی ہوا۔ اُس نے ۲۷ سے استتی کی (۲ انگلی + بازو+ ۲ جا نگھہ ۲ پرتشٹھا۔ (۱آتما = ۲۷)۔ آسمان وزمین ظاہر یا علیحدہٰ ہوئے۔ اوروسو اوررُدر اورادتی اُنکے بعد علیحدہٰ یاظاہر ہوئے۔ یہی اُن کے سوامی ہوئے اُس نے ۲۹ سے ستتی کی (.۲ انگلیاں + ۹ پرانوں کے چھدر یاسوارخ= ۲۹) ان سے درخت پیدا ہوئے۔ سوم ان کا سوامی ہوا۔ اس نے ۳۱ سے ستتی کی (.۲ انگلیاں + .۱ اندریاں ۱ آتما=۳۱)۔ اس سے ساری زندہ چیزیں پیدا ہوئیں۔ اورپوروپکھش اوراُترپکھش اُنکے سوامی ہوئے ۔ اُس نے ۳۳ سے استتی کی(.۲ انگلیاں + .۱ اندریاں+ ۲ پاد+ ۱ آتما = ۲۳) اس سے پیدا کی ہوئی چیزوں میں شانتی پائی۔ پرجاپتی پر میشٹھی اُسکے سوامی ہوئے۔

نوٹ: یجروید کا یہ منتر اپنے بیان میں ازحد انوکھا نظر آتا ہے۔ اسکی شرح شت پتھ برھمن میں کی گئی ہے۔ اورہم نے اُس کو اس منتر کے ہمراہ خطِ وحدانی میں لکھا ہے۔ تاکہ منتر کا مطلب صاف ہوجائے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ:

(الف) پرجاپتی خالق ہے اوروہ پرماتما سے استتی کرتا ہے۔ اوراس ستتی کے زور سے دنیا کوخلق کرتا ہے ۔ دیوتا اس ستتی میں پرجاپتی کے شریک ہیں۔ اوریہ دیوتا پران آد اوردشا آد کے ادھکاری تھے۔

(ب) اس مقام پر برہمن اورچھتری اورشودراورآریہ کی پیدائش کا ذکر آیا ہے۔ چونکہ لفظ دیش یہاں نہیں آیا ہے۔ غالباً آریہ سے دیش مراد ہو۔ (آریہ سماجی اپنی پیدائش کا بیان پڑھ کر اُمید ۔ کہ خوش ہوجائینگے)

(ج) اس مقام پر جنگلی وگھریلو جانوروں کی پیدائش کا ذکر آیا ہے۔ ہم ناظرین سے درخواست کرتے ہیں۔ کہ وہ اس بیان کورگوید منڈل ۱۰ سوکت ۹۰ منتر۸ سے مقابلہ کریں۔ جہاں اُن کی پیدائش کا ذکر پرش کے بگیہ سے منسوب کیا گیا ہے۔

(د) اس منتر میں سلسلہ پیدائش نہایت ہی اوٹ پٹانگ کے طورپر آیا ہے۔

پہلے تویہ ذکر آیا ہے ۔ کہ سارے زندہ پیدا کئے گئے پھربرہمن کی پیدائش کا ذکر ہے۔ پھر موجودہ چیزوں کی پیدائش کا ذکر پھر، رشی اورپترگن کی پیدائش مذکور ہے۔ اُسکے بعد موسم ومہینے کی پیدائش ہے۔ پھر چھتریوں اورشودراورآریوں کی پیدائش کے پہلے جانوروں کی پیدائش کا ذکر ہے اورمابعد ایک کھر والے جانوروں کی پیدائش مذکور ہے۔ پھر آسمان وزمین ومابعد درختوں کی پیدائش پھر ساری چیزوں کی پیدائش کا مذکور ہے۔

اتھرون وید اورتخلیق

(اتھرون وید ۴۔ ۶۔ ۱) اتھرون وید میں برہمن کی پیدائش کا بیان یوں آیا ہے ۔ کہ وہ پہلے پیدا کیا گیا۔ اُسکے ۱۰ سر اور۱۱۰ چہرہ تھے۔ اُس نے پہلے سوم رس پیا۔ اورزہر کے اثر کوکھودیا۔

ایسا معلوم پڑتا ہے کہ یہ مختصر بیان کسی اچھے مکمل بیان کا بچا کچا ہے۔ اوراس لئے چھتری ۔ دیش۔ شودر کا بیان کٹ کٹا گیا ہے۔ خبر نہیں ۔ کہ اس رشی کے خیال میں اورجاتیوں کے کتنے سر اور کتنے منہ ہوتے۔ غالباً راون کے ۱۰ سر کا بیان اسی ویدک منتر سے لیا گیا ہوتو کیا عجب، وہ بھی برہمن ہی تھا۔ اتھرون وید (۱۵۔ ۸)۔ میں راجنے کی پیدائش کا یہ بیان آیا ہے۔ کہ وارتیہ راجیہ یعنی جوش سے بھر گیا۔ اس سے راجنے پیدا ہوئے ۔ اورآگے بڑھ کر نویں منتر میں برہمن کی پیدائش کا بھی ذکر اسی سے کیا گیا ہے۔ انسان کی پیدائش کا یہ ویدک بیان کیا رشیوں کی اسنگ ہے۔ یا اس سے کچھ زیادہ۔

تتمه

کلام مقدس بائبل مقدس کا بیان تخلیق کے متعلق ایسا صاف الاصریح ہے که دنیا کے شروع سے اگرچه مخالفین نے اُسکی مخالفت میں کوئی دقیقه فروگذاشت نہیں کیا مگرآج تک بیان سچ وبرحق ثابت ہوتا چلا جاتا ہے جس سے بہتر بیان نه کوئی بتاسکتا ہے اورنه کسی مذاہب کی مختلف کتابوں میں اسکی حقیقت اس طرح سے کھولی گئی ہے که جس طرح کتاب پیدائش میں مسلسل ومفصل بیان خدا نے الہام سے اپنے بندے حضرت موسیٰ سے قلمبند کروایا جودنیا کی پیدائش کا سچا بیان ہے۔ شروع کتاب پیدائش میں جوتمہیدی آیت مندرج ہے صاف طورسے تمام واقعات کے ترتیبی طورپر ذکر کرنے سے پیشتریوں مرقوم ہوئی ہے۔ ابتدا میں خدا نے آسمان کواورزمین کوپیدا کیا ۔ پیدائش ۱باب ۱آیت۔ اورکلام کی یه آیت تمام اس قسم کے فضول اعتراضات کوجوملحد لوگ اٹھاتے ہیں رد کرتی ہے جوصاف ظاہر کرتی ہے که خدا نے سب کچھ اپنی قدرت کا مله سے خلق کیا ہے۔که عالم خدا نے کلام سے بن گئے ۔ عبرانیوں (۱۱: ۳)۔

اگرچه خدا نے اس دنیا کو اپنے کلمه قدرت سے نیست سے ہست کیا تها پرگناه نے اس میں رخنه اندازی کی اوراُسکی اصلی صورت میں خلل ڈال دیا اورتمام مخلوقات پر فنا کے سیاه بادل چھا گئے اورگناه کی آلودگی کے باعث انواع اقسام کے عجیب وغریب حادثات واقعه ہونے لگے جن کی وجه سے یه عمده اورخوبصورت دنیا بگڑتی اوربدلتی ہوئی آج تک قائم ہے پر خدا نے جواسکا خالق تھا اُسکو ازسرنو اصلی حالت میں متبدل کرنے کے لئے اپنے اُسی کلام کوکه جس کے وسیلے سے اُس نے اسکو پہلے بنایا تھا پھر بحال کرکے اُسکی اصلی صورت میں لانے کا انتظام کیا جس کی خوشخبری انجیل مقدس کے اعلان میں پائی جاتی ہے جواب تمام دنیا کے باشندوں کے لئے بحالی کی اُمید ملتی ہے بشرطیکه وه ایمان لاکر اپنی حالت کو تبدیل کرنا چاہیں۔ اوراس طریق نجات سے تمام چیزوں کی حالت بحال ہوکر جلالی صورت میں تبدیل ہوکر خالق کی منظور نظر ہوسکتی ہے جیساکه پہلے بے گناہی کے ایام میں تھی۔ خدا کا شکر ہوکه یه حالت تبدیل ہوسکتی ہے اورازسر نوتازگی بخش ایام رونما ہوسکتے ہیں۔ اوریه دنیا خدا کے جلال سے بگڑنے کی حالت کے بعدبھی معمور ہوسکتی ہے۔ کاشکه دنیا کے تمام باشندے اس خوشخبری کوقبول کرکے اپنے خالق کی محبت کے بڑے احسان کوجان کراورمان کراُسکے جلال میں پھرسرفرازہوتے۔